زینب کبری (سلام اللہ علیہا)
اور عاشورا
تالیف
غلام مرتضیٰ انصاری

زینب کبریٰ (سلام اللہ علیہا) اور عاشورا

تألیف:
غلام مرتضیٰ انصاری

مقدمہ

الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی محمد وآلہ الطاھرین ولعنۃ اللہ علی اعدائھم اجمعین الی قیام یوم الدین ۔

خدا تعالی کا شکر ہے کہ اس دفعہ بھی جشنوارہ شیخ طوسی (رہ) میں یہ مختصر مقالہ لکھنے کی توفیق ہوئی؛ اس امید کے ساتھ کہ زیادہ سے زیادہ اہل بیت اطہار (ع) کی معرفت حاصل؛ اور قیامت کے دن ان ہستیوں کی شفاعت نصیب ہوں ۔ یہ مقالہ بعنوان زینب کبریٰ (س) اور عاشورا لکھا گیا ہے جو دو فصل پر مشتمل ہے ۔پہلی فصل میں بعض خواتین کا تذکرہ کیا ہے جنہوں نے کربلا میں اپنا کردار ادا کی ہیں ۔ اور دوسری فصل میں جناب زینب کبری (س) اور ان کی ذمہ داریوں کو عصر عاشور سے لے کر کوفہ اور شام پھر کربلا تا مدینہ، بیان کیا گیا ہے۔ خدا تعالی سے یہی دعا ہے کہ ہم سب کو زینب کبری کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین مبین اسلام کی تبلیغ وترویج کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

غلام مرتضی انصاری

پہلی فصل:

کربلامیں خواتین کاکردار

معاشرہ سازی اور خواتین

مرد اور عورت دونوں معاشرہ اور جامعہ کو تشکیل دینے میں برابر کے شریک ہیں۔ اسی طرح اس معاشرے کی حفاظت کرنے میں بھی ایک دوسرے کے محتاج ہیں۔ فرق صرف طور وطریقے میں ہے۔

معاشرہ سازی میں خواتین کا کردار دو طرح سے نمایاں ہوتا ہے:

1. پہلا کردار غیر مستقیم اور ناپیدا ہے جو اپنے بچّوں کی صحیح تربیت اور شوہر کی اطاعت اور مدد کر کے ادا کرتی ہے۔
2. دوسرا کردار مستقیم اور حضوری ہے جو خود سیاسی اور معاشرتی امور میں حصہ لے کر اپنی فعالیت دکھاتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر خواتین کا کردار مردوں کے کردار سے بڑھ کر نہیں ہے تو کم بھی نہیں۔

عظیم شخصیات جنہوں نے معاشرے میں انقلاب پیدا کئے یا علمی درجات کو طے کئے ہیں

،ان کی سوانح حیات کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے ان کی کامیابی کا راز دو شخصیتوں کی فداکاری کا نتیجہ ہے، ایک وہ باایمان اورفداکار ماں، جس کی تربیت کی وجہ سے اس کی اولاد کامیابی کے عظیم مقام تک پہنچ گئی ہیں۔ جیسا کہ امام خمینی (رہ) نے فرمایا: ماں کی گود سے انسان کی معراج شروع ہوتی ہے۔ چنانچہ سید رضی (رہ) اور سید مرتضی علم الہدی (رہ) علمی مدارج کو طے کرتے ہوئے جب اجتہاد کے درجے پر فائز ہوئے تو ان کی مادر گرامی کو یہ خوش خبری دی گئی تو کہا: مجھے اس پر تعجب نہیں، کیونکہ میں نے جس طرح ان کی پرورش کی ہے، اس سے بھی بڑے مقام پر ہونا چاہیئے تھا۔ یا وہ باوفا اور جان نثار بیوی، جس کی مدد اور ہمکاری کی وجہ سے اس کا شوہر کامیابی کے بلند وبالا درجے تک پہنچ جاتا ہے۔

تاریخ اسلام میں بہت سی مؤمنہ اور فداکار خواتین گزری ہیں جنھوں نے سیاسی اور اجتماعی امور میں اپنی فعالیت اور کردار دکھائی ہیں۔ اولاد کی صحیح تربیت دینے کے علاوہ خود بھی مردوں کے شانہ بہ شانہ رہ کر دین اور معاشرے کی اصلاح کی ہیں۔ اسی طرح کربلا میں بھی خواتین نے عظیم کارنامے انجام دی ہیں۔ جن میں سے بعض خواتین کے نام درج ذیل ہیں:

دیلم، زہیر کی بیوی

یہ عظیم عورت باعث بنی کہ اس کا شوہر امام حسین (ع) کے باوفا اصحاب میں شامل ہوکر شہادت کے عظیم درجے پر فائز ہوئے۔ چنانچہ قبیلہ فزارہ وبجیلہ نے نقل کی ہیں کہ: ہم زہیر بن قین کے ساتھ مکہ سے اپنا وطن واپس آرہے تھے۔ اور امام حسین (ع) کے پیچھے پیچھے

حرکت کر رہے تھے۔ جہاں بھی آن حضرت خیمہ نصب کرتے تھے؛ ہم اس سے تھوڑا دور خیمہ نصب کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک منزل آئی، جہاں ہم کھانا کھانے میں مصروف ہوگئے۔ اچانک امام کی طرف سے قاصد آیا، سلام کیا اور کہا: اے زہیر بن قین؛ اباعبداللہ الحسین (ع) نے تمھیں بلایا ہے۔ جب یہ پیغام سنایا تو ان پر سخت خوف اور دہشت طاری ہوگئی اور حیرانگی کی عالم میں اس قدر بے حرکت ہوگیا؛ کہ اگر پرندہ سر پر بیٹھ جاتا تو بھی پتہ نہ چلتا۔

زہیر کی بیوی دیلم بنت عمرو دیکھ رہی تھی؛ کہا: سبحان اللہ! فرزند رسول (ص) تمہیں بلائے اور تم خاموش اور جواب نہ دے؟! کیا تو فرزند رسول (ص) کو جواب نہیں دوگے؟ آپ جائیں اور امام (ع) کی باتوں پر غور کریں کہ کیا فرمانا چاہتے ہیں؟ جب اس کی بیوی کا یہ جزبہ دیکھا تو وہ آنحضرت (ع) کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کچھ دیر کے بعد نورانی چہرہ کیساتھ خوشی خوشی واپس لوٹا اور حکم دیا کہ ان کا خیمہ بھی امام حسین (ع) کے خیمے کے نزدیک نصب کرے۔ اور اپنی وفادار بیوی سے کہا: میں تجھے طلاق دیتا ہوں تو اپنے والدین کے پاس چلی جائیں۔ میں نہیں چاہتا میری وجہ سے تجھے کوئی تکلیف پہنچے۔ میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ امام حسین (ع) کیساتھ ساتھ رہوں تا کہ اپنے کو ان پر قربان کروں۔ اور اپنی جان کو بلاوں کا حوالہ کروں۔ پھر بیوی سے مربوط جو بھی مال دولت ساتھ لیکر آئے تھے ان کو دیدیا۔ اور ان کو اپنے چچازاد بھائیوں کے ساتھ روانہ کیا۔

وہ مؤمنہ بیوی اپنی جگہ سے اٹھی اور روتی ہوئی زہیر کو الوداع کیا۔ اور کہا: خدا آپ کا حامی

وناصر ہو اور ہر خیر اور نیکی آپ کو نصیب کرے، لیکن میری ایک خواہش ہے کہ قیامت کے دن جدّ حسین (ص) کے سامنے میری شفاعت کرنا۔

تذکرۃ الخواص میں سبط جوزی نے لکھا ہے کہ زہیر بن قین کی شہادت کے بعد ان کی بیوی نے زہیر کے غلام سے کہا: جاؤ اپنے آقا کیلئے کفن پہناؤ۔ جب وہ غلام کفن لیکر وہاں پہنچا تو امام حسین (ع) کو برہنہ دیکھ کر کہا: میں اپنے آقا کو کفن پہناؤں اور فرزند رسول (ص) کو عریان رکھوں؟! نہیں خدا کی قسم میں امام حسین (ع) کو کفن پہنا دوں گا۔-1-

----

1۔ بحار ج ۴۴، ص ۳۷۱، لہوف، ص ۷۱۔

وہب بن عبد اللہ کی ماں

وہب بن عبداللہ اپنی ماں اور بیوی کے ساتھ امام حسین (ع) کے لشکر میں شامل تھا۔ اس کی ماں اسے شھادت کی ترغیب دلاتی تھی کہ میرے بیٹے اٹھو، اور فرزند رسول (ع) کی مدد کرو۔ وہب کہتے ہیں: اس معاملے میں میں کوتاہی نہیں کروں گا، آپ بے فکر رہیں۔ جب میدان جنگ میں جاکر رجز پڑھا اور دشمنوں پر حملہ کرنے کے بعد ماں اور بیوی کے پاس واپس آیا اور کہا: اماں جان! کیا آپ راضی ہوگئیں؟ وہ شیر دل خاتون کہنے لگی: اس وقت میں تم سے راضی ہونگی کہ تم امام حسینؑ کی راہ میں شہید ہو جائے۔ اس کی بیوی نے اس کے دامن پکڑ کے کہا: مجھے اپنے غم میں داغدار چھوڑ کر نہ جائیں۔

ناسخ التواریخ نے لکھا ہے کہ شب زفاف کو ۱۷ دن ہی گزرے تھے کہ کربلا میں پہنچے۔شوہر کی جدائی اس خاتون کیلئے بہت سخت تھی ،کہا اے وہب مجھے یقین ہوگیا کہ اب تو فرزند رسول (ص) کی راہ میں شہید ہونگے اور بہشت میں حورالعین کے ساتھ بغل گیر ہونگے اور مجھے فراموش کروگے۔ میں ضروری سمجھتی ہوں کہ فرزند رسول (ع) کے پاس جا کر تجھ سے عہد لے لوں کہ قیامت کے دن مجھے فراموش نہیں کروگے۔دونوں امام حسین (ع) کی خدمت میں پہنچے۔وہب کی بیوی نے عرض کیا: یابن رسول اللہ (ع)! میری دو حاجت ہے:

1. جب میرا شوہر شہید ہونگے تو میں اکیلی رہ جاونگی ، مجھے اہلبیت اطہار (ع) کے ساتھ رکھیں گے۔

2. وہب آپ کو گواہ رکھنا چاہتا ہے کہ قیامت کے دن وہ مجھے فراموش نہیں کریگا۔

یہ سن کر امام حسین (ع) نے آنسو بہاتے ہوئے فرمایا: تیری حاجتیں پوری ہونگی اور اسے اطمینان دلایا-1-

ماں نے کہا: اے بیٹا ان کی باتوں پر تو کان نہ دھریں اور پلٹ جا،فرزند رسول (ص) پر اپنی جان کا نذرانہ دو۔تا کہ قیامت کے دن خدا کے سامنے تیری شفاعت کرے۔

وہب میدان میں گیا اور پے در پے حرم رسول خدا (ص) کی دفاع میں جنگ کرتے رہے، یہاں تک کہ ۱۹ گھوڑ اسوار اور ۱۲ نفر پیدل آنے والوں کو جہنم واصل کیا۔دشمنوں نے ان کی دونوں ہاتھوں کو قطع کیا۔آپ کی ماں نے خیمہ کا ستون ہاتھ میں لیکر میدان کی طرف نکلی اور اپنے بیٹے سے مخاطب ہوکر کہا: اے میرے بیٹے میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہو۔حرم رسول

خدا(ص) کی دفاع میں جہاد کرو۔ بیٹے نے چاہا کہ اپنی ماں کو واپس کرے، ماں نے بیٹے کی دامن پکڑ کے کہا: جب تک تو شہید نہ ہوگا، میں کبھی واپس نہیں جاوں گی۔ اور جب وہب شہید ہوئے تو اس کی تلوار اٹھا کر میدان کی طرف روانہ ہوگئی۔

-2- اس وقت امام حسین (ع) نے فرمایا:

یا ام وهب اجلسی فقد وضع الله الجهاد عن النساء انك وابنك مع جدی محمد (ص) فی الجنة

اے وہب کی ماں! بیٹھ جائیں کہ خدا تعالی نے عورتوں پر سے جہاد کی تکلیف اٹھالیا ہے۔ بیشک تو اور تیرے بیٹے دونوں بہشت میں میرے جد امجد (ص) کے ساتھ ہونگے۔ خدا تمھیں اہلبیت رسول (ص) کی طرف سے جزای خیر دے، خیمے میں واپس جائیں اور بیبیوں کے ساتھ رہیں۔ خدا تجھ پر رحمت کرے۔ امام کے حکم پر وہ کنیز خدا خیمہ میں واپس آگئی اور دعا کی: خدایا مجھے ناامید نہ کرنا۔ امام حسین (ع) نے فرمایا: خداوند تمھیں ناامید نہیں کریگا۔ -3-

وہب جب جہاد کرتے کرتے شہید ہوگئے تو ان کی بیوی سرانے آکر اس کے چہرے سے خون کو صاف کیا۔ شمر ملعون نے اپنا غلام بھیجا جس نے اس خاتون کے سر پر وار کیا اور وہ بھی شہید ہوگئی۔ اور وہ پہلی خاتون تھی جو امام حسینؑ کے لشکر میں سے شہید ہوگئی۔ -4-

امام صادق (ع) سے روایت نقل ہوئی ہے کہ وہب بن عبداللہ نصرانی تھا جو امام حسین (ع) کے دست مبارک پر مسلمان ہوگئے۔

وہب بن عبداللہ کی شجاعت کو دیکھ کر عمر سعد ملعون نے کہا: ما اشدّ صولتک ؟ یعنی تو کتنا شجاع

ہے؟ دستور دیا کہ اس کا سر الگ کر کے لشکر گاہ حسینی کی طرف پھینک دیا جائے۔ اس کی شیر دل ماں نے اپنے بیٹے کے سر کو دوبارہ لشکر عمر ابن سعد کی طرف پھینکا، جس سے ایک اور دشمن واصل جہنم ہو گیا۔

1۔ فرسان الھیجاء، ج ۲، ص ۱۳۷

2۔ امالی الصدوق، ص ۱۶۱

3۔ بحار ج ۴۵، ص ۱۷۔

4۔ بحار ج ۴۵، ص ۱۶۔

ہمسر حبیب ابن مظاہر

جب امام حسین (ع) کربلا میں وارد ہوئے تو ایک خط محمد حنفیہ کو اور ایک خط اہل کوفہ کو لکھا۔ اور خصوصی طور پر اپنے بچپن کے دوست حبیب ابن مظاہر کو یوں لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حسین ابن علی (ع) کی طرف سے فقیہ انسان، حبیب بن مظاہر کے نام۔

ہم کربلا میں وارد ہو چکے ہیں اور تو میری رسول اللہ (ص) سے قرابت کو بھی خوب جانتے ہیں ۔اگر ہماری مدد کرنا چاہتے ہو تو ہمارے پاس آئیں۔

حبیب عبیداللہ کی خوف سے قبیلے میں چھپے ہوئے تھے۔ جب خط آیا تو قبیلے والے بھی اس سے آگاہ ہوئے، سب اردگرد جمع ہوگئے۔ اور پوچھنے لگے کہ کیا حسین (ع) کی مدد کیلئے جائیں گے؟!

انہوں نے کہا: میں عمر رسیدہ انسان ہوں میں جنگ کیا کروں گا؟ جب قبیلہ والوں کو آپ کی بات پر یقین ہوگیا کہ نہیں جائیں گے، آپ کے اردگرد سے متفرق ہوگئے۔

تو آپ کی باوفا بیوی نے کہا: اے حبیب! فرزند رسول (ع) تجھے اپنی مدد کیلئے بلائے اور تو ان کی مدد کرنے سے انکار کرے، کل قیامت کے دن رسول اللہ (ص) کو کیا جواب دوگے؟!۔

حبیب چونکہ اپنی بیوی سے بھی تقیہ کر رہے تھے، کہا: اگر میں کربلا جاؤں تو عبیداللہ ابن زیاد

اور اس کے ساتھی میرے گھر کو خراب اور مال جائیداد کو غارت اور تجھے اسیر بنائیں گے۔

وہ شیر دل خاتون کہنے لگیں: حبیب! تو فرزند رسول (ص) کی مدد کیلئے جائیں میری، گھر اور جائیداد کی فکر نہ کریں۔ خدا کا خوف کریں۔

حبیب نے کہا: اے خاتون! کیا نہیں دیکھ رہی کہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں، تلوار اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا۔

اس مومنہ کی غم وغصہ کی انتہا نہ رہی اور روتی ہوئی اپنی چادر اتار دی اور حبیب کے سر پر اوڑ دی اور کہنے لگی: اگر تو نہیں جاتے تو عورتوں کی طرح گھر میں رہو! اور دلسوز انداز میں فریاد کی: یا ابا عبداللہ؛ کاش میں مرد ہوتی اور تیرے رکاب میں جہاد کرتی!

جب حبیب نے اپنی بیوی کا خلوص دیکھا، اور یقین ہو گیا کہ یہ دل سے کہہ رہی ہے؛ تو فرمایا: اے ہمسر! تو خاموش ہو جاؤ میں تیری آنکھوں کیلئے ٹھنڈک بنوں گا۔ اور تیرا ارمان نکالوں گا۔ اور میں حسین (ع) کی نصرت میں اپنی اس سفید داڑھی کو اپنے خون سے رنگین کروں گا۔

کربلا میں ۹ شہیدوں کی مائیں

کربلا میں ۹ شہید ایسے ہیں کہ جن کی مائیں خیمہ گاہ میں ان پر بین کر رہی تھیں:

1. عبداللہ بن الحسین (ع) جن کی ماں حضرت رباب تھیں۔
2. عون بن عبداللہ بن جعفر جن کی ماں حضرت زینب تھیں۔
3. قاسم بن الحسن (ع) جن کی ماں رملہ تھیں۔

4. عبداللہ بن الحسن (ع) جن کی ماں شلیل کی بیٹی بجلیہ تھیں۔
5. عبداللہ بن مسلم جن کی ماں امیرالمومنین (ع) کی بیٹی رقیہ تھیں۔
6. محمد بن ابی سعید بن عقیل کہ جن کی ماں اپنے بیٹے کو شہید ہوتے ہوئے دیکھ رہی تھیں۔
7. عمر بن جنادہ کی ماں اسے جہاد کیلئے تیار کر کے میدان جنگ میں اسے لڑتے ہوئے دیکھ رہی تھیں۔
8. عبداللہ کلبی کہ جن کی ماں اور بیوی دونوں اسے جہاد کرتے ہوئے دیکھ رہی تھیں۔
9. علی ابن الحسین (ع) کی ماں لیلا ان کیلئے خیمے میں نگاہ کر رہی تھیں۔-2-

حضرت ام البنین(ع)

جناب فاطمہ حزام کلابیہ کی بیٹی تھیں۔ جو بعد میں ام البنین کے نام سے معروف ہوگئیں۔ مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت امیرالمومنین (ع) نے اپنے بھائی عقیل سے فرمایا: تو عرب کے نسب شناس ہو؛ میں اپنے بیٹے حسین کی حفاظت کیلئے ایک اپنا نائب چاہتا ہوں، جو حسین کی مدد کرے۔ بھائی عقیل! کسی بہادر گھرانے کی کوئی خاتون تلاش کرو۔ام البنین (ع) کا نام پیش کیا گیا جو شرافت و پاکدامنی اور زہد وتقوی کے اعتبار سے مشہور تھیں۔ امیرا لمومنین (ع) نے منظور فرمایا۔عقد ہوا، ام البنین علی (ع) کے گھر تشریف لائیں، حسن

وحسین (ع) تعظیم کیلئے کھڑے ہو گئے۔ ام البنین (س) نے ہاتھ جوڑ کر کہا: شہزادو! میں ماں بن کے نہیں، بلکہ میں تو کنیز بن کر آئی ہوں۔

جناب ام البنین (س) کا بڑا احسان ہے قیام حق پر۔ چار بیٹے عباس، عبداللہ، جعفر اور عثمان تھے -4-5-6- - ایک پوتا تھا، پانچ قربانیاں ایک گھر سے۔ مروان بن حکم کہتا ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد میں جنت البقیع کے راستے پر گزر رہا تھا کہ دور سے کسی بی بی کے رونے کی آواز آئی۔ میں نے گھوڑے کا رخ ادھر پھیر دیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک بی بی خاک پر بیٹھی بین کر رہی ہے۔ میں نے غور سے سننے کی کوشش کی تو بین کے الفاظ یہ تھے۔ عباس! اگر تیرے ہاتھ نہ کاٹے جاتے تو میرا حسین (ع) نہ مارے جاتے -7- -

یہ وہ خاتون ہیں جنہوں نے چاروں بیٹوں کو حسین (ع) کے ساتھ کربلا بھیجے اور اپنے ساتھ مدینے میں ایک بھی نہیں رکھے۔ اپنے ان چاروں بیٹوں کی مصیبت کو فرزند زہرا (س) کی شہادت کے مقابلے میں آسان سمجھتی تھیں۔

:-8-فلما نعی الیها الاربعة ، قالت : قد قطعت نیاط قلبی ۔ اولادی ومن تحت الخضراء کلهم فداء لابی عبدالله الحسین(ع) ۔ اخبرنی عن الحسین(ع)۔

جب انہیں اپنے ایک بیٹے کی شہادت کی خبر سنائی گئی تو فرمایا: اس خبر سے کیا مراد ہے؟ مجھے اباعبداللہ (ع) کے بارے میں آگاہ کریں۔ جب بشیر نے اسے اپنے چار بیٹوں کی شہادت کی خبر دے دی تو کہا: میرا دل پھٹ گیا، میرے تمام بیٹے اور جو کچھ آسمان کے نیچے موجود ہیں سب اباعبداللہ الحسین (ع) پر قربان ہوں، مجھے اباعبداللہ الحسین (ع) کے بارے میں بتائیں۔

1۔سحاب رحمت،ص۴۳۰۔

2۔ہمان ص۴۸۵۔

4۔العمد ۃ،ص287،فصل ۳۵۔

5۔الاحتجاج،ج1،ص61،احتجاج النبی ص یوم الغدیر علی الخلق۔

6۔کشف الغمۃ۔ج1،ص94۔

77۔علامہ رشید ترابی؛روایات عزا،ص ۱۰۵۔

8۔خاتون دوسرا،مرحوم فیض الاسلام،ص۸۹۔

دوسری فصل

کربلا میں حضرت زینب کبری (ع) کا کردار

تاریخ ولادت

آپ کی تاریخ ولادت جو شیعوں کے درمیان مشہور ہے پانچ جمادی الاول چھ ہجری ہے۔

نام گزاری

جس طرح امام حسین (ع) کا نام خدا کی طرف سے رکھا گیا اسی طرح آپ کا نام بھی خدا کی طرف سے معین ہوا۔ جب آپ پیدا ہوئیں؛ فاطمہ (س) نے علی (ع) سے کہا:

سمّ هذه المولودة ۔ فقال ما كنت لاسبق رسول الله (كان فى سفر) ۔ ولما جاء النبى(ص) ساله على(ع) فقال ما كنت لاسبق ربّى الله تعالى ۔ فهبط جبرئيل يقرء على النبى السلام من الله الجليل وقال له سمّ هذه المولودة زينب ۔ ثمّ اخبره بما يجرى عليها من المصائب فبكى النبى وقال من بكى على مصائب هذه البنت كان كمن بكى على اخويها الحسن والحسين-1-

یعنی فاطمہ (س) نے علی سے کہا: اس نومولود کا نام انتخاب کریں۔ علی (ع) نے کہا: میں

نے کسی بھی کام میں رسول خدا (ص) پر سبقت نہیں کی ہے ۔ کہ آپ سفر پر تھے ۔ جب آپ تشریف لائے تو علی (ع) نے سوال کیا۔ آپ (ص) نے فرمایا: میں نے بھی کسی کام کو خدا کے حکم کے بغیر انجام نہیں دیا۔ اس وقت جبرئیل امین نازل ہوئے اور رسول اللہ (ص) کو خدا کا سلام پہنچایا اور فرمایا: اس بچی کا نام زینب رکھا جائے ۔ پھر رسول خدا (ص) کو اس نومولود پر بیتنے والی ساری مصیبتیں سنائی ؛ تو رسول خدا (ص) آنسو بہانے لگے ۔ پھر فرمایا: جو بھی اس بچی کی مصیبتوں پر آنسو بہائے گا ایسا ہے کہ ان کے بھائی حسن اور حسین (ع) پر آنسو بہایا ہو۔

اسم گرامی

زینب ہے۔ اصل میں زین اب یعنی باپ کی زینت ۔ کثرت استعمال کی وجہ سے الف گر گیا ہے۔ اسی لئے بعض نے کہا: ام ابیھا کے مقابلے میں زین ابیھا رکھا گیا۔

کنیت:

ام المصائب ہے۔

مشہور القاب

شریکۃ الحسین، عالمۃ غیر معلمہ کہ امام سجاد (ع) نے فرمایا: انت بحمد اللہ عالمۃ غیر معلمۃ، عقیلہ

قریش، عقیلۃ الوحی، نائبۃ الزہراء یعنی کربلا میں پنجتن پاک کے نائب موجود تھے جو بدرجہ شہادت فائز ہوئے:

پیامبر اسلام (ص) کا جانشین علی اکبر (ع) تھے۔

امیر المؤمنین (ع) کا جانشین؛ علمدار عباس (ع) تھے۔

حسن مجتبیٰ (ع) کا جانشین؛ قاسم بن الحسن (ع) تھے۔ فاطمۃ الزہرا (س) کا جانشین آپ کی بیٹی زینب کبریٰ (س) تھیں۔

اور اس جانشینی کو اس قدر احسن طریقے سے انجام دیا کہ کربلا میں بھائی کے آخری وداع کے موقع پر اپنی ماں کی طرف سے حلقوم اور گلے کا بوسہ بھی دیا-2-۔

آپ کا حسب و نسب

ویسے تو آپ کا نسب بیان کرنے کی ضرورت نہیں تھی لیکن فن مقالہ یا کتاب نویسی کی رعایت کرتے ہوئے مختصراً ذکر کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے:

آپ کا دادا: شیخ البطحیٰ مؤمن قریش، اہل مکہ کا سردار حضرت ابوطالب (ع) تھے۔

آپ کا نانا: سید المرسلین حضرت محمد مصطفی (ص) ہیں۔ چنانچہ ینابیع المودۃ میں عمر فاروق سے روایت ہے کہ:

قَالَ عُمَرُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ (ص) يَقُولُ كُلُّ حَسَبٍ وَ نَسَبٍ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا خَلَا حَسَبِي وَ نَسَبِي وَ كُلُّ بَنِي أُنْثَى عَصَبَتُهُمْ لِأَبِيهِمْ مَا خَلَا بَنِي فَاطِمَةَ فَإِنِّي أَنَا أَبُوهُمْ وَ أَنَا عَصَبَتُهُمْ-3-۔

رسول خدا (ص) نے فرمایا: قیامت کے دن ساری نسبتیں ختم ہوجائیں گی سوائے میری اور میری اولادوں کی۔اور ہر بچے کی نسبت اس کی ماں کی طرف نہیں بلکہ اس کے باپ کی طرف دی جائے گی لیکن میری بیٹی فاطمہ الزہرا (س) کی اولاد کی نسبت میری طرف دی جائے گی۔

معاشر الناس هو ناصر دين الله و المجادل عن رسول الله و هو التقي النقي الهادي المهدي نبيكم خير نبي و وصيكم خير وصي و بنوه خير الأوصياء معاشر الناس ذرية كل نبي من صلبه و ذريتي من صلب علي-4-

اے لوگو! وہ (علی (ع)) دین خدا کا مدد گار، رسول اللہ (ص) کا محافظ، اور وہ متقی، پرہیزگار، ہدایت کرنے والا ہے اور تمھارے نبی سب نبیوں سے اعلیٰ، ان کا جانشین بہترین جانشین، اور ان کی اولاد بہترین جانشین ہیں۔اے لوگو! ہر نبی کی ذریت کا سلسلہ ان کے اپنے صلب سے جاری ہوتا ہے، لیکن میری ذریت کا سلسلہ علی (ع) کے صلب سے جاری ہوا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْعَبَّاسِ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَ أَبِي الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ جَالِسَيْنِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ص إِذْ دَخَلَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ع فَسَلَّمَ فَرَدَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ص السَّلَامَ وَ بَشِرَ بِهِ وَ قَامَ إِلَيْهِ وَ اعْتَنَقَهُ وَ قَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَ أَجْلَسَهُ عَنْ يَمِينِهِ فَقَالَ الْعَبَّاسُ أَ تُحِبُّ هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ يَا عَمَّ رَسُولِ اللَّهِ وَ اللَّهِ اللَّهُ أَشَدُّ حُبّاً لَهُ مِنِّي إِنَّ اللَّهَ جَعَلَ ذُرِّيَّةَ كُلِّ نَبِيٍّ فِي صُلْبِهِ وَ جَعَلَ ذُرِّيَّتِي فِي صُلْبِ هَذَا-5-۔

عبداللہ بن عباس روایت کرتا ہے کہ میں اور میرے بابا عباس بن عبدالمطلب (رہ) رسول خدا (ص) کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں علی ابن ابیطالب (ع) تشریف لائے

اور سلام کی ، رسول خد(ص) نے بھی سلام کا جواب دیا اور مصافحہ کیا اور گلے ملائے اور ان کے دونوں آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) بوسہ دیا اور اسے اپنے دائیں طرف بٹھادئے ؛ عباس نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول (ص)! کیا آپ ان کو دوست رکھتے ہیں؟ رسول خدا (ص) نے فرمایا: اے رسول خدا کے چچا جان! خدا کی قسم انہیں مجھ سے بڑھ کر خدا دوست رکھتا ہے؛ بیشک خدا نے ہر نبی کی اولاد کو ان کے اپنے صلب پاک میں رکھا ہے لیکن میری اولاد کو ان کے صلب میں رکھا ہے۔

1۔عباس جیانی دمشقی؛ نائبۃ الزہرا،ص ۱۷۔
2۔سیدنورالدین، جزائری؛ خصائص زینبیہ، ۲۵۔
3۔العمدۃ،ص287،فصل ۳۵۔
4۔ الاحتجاج، ج1،ص 61،احتجاج النبی ص یوم الغدیر علی الخلق۔
5۔کشف الغمۃ۔ج1،ص94۔

امام موسی کاظم (ع) اور ہارون کا مناظرہ

امام کاظم (ع) فرماتے ہیں کہ ہارون نے مجھ سے کہا: آپ نے تمام لوگوں کو خواہ عالم ہو یا جاہل سب کو بتایا ہوا ہے کہ آپ کی نسبت رسول خدا (ص) کی طرف دے دے تاکہ سب کہہ دے: اے رسول خدا کے بیٹے۔ جبکہ آپ لوگ علی ابنابیطالب (ع) کے بیٹے ہیں۔ اور ہر

اولاد کو اپنے باپ کی طرف نسبت دی جاتی ہے۔اور پیامبر اسلام (ص) آپ کے نانا ہیں۔
میں نے ہارون الرشید سے کہا: اگر پیامبر گرامی دوبارہ زندہ ہوجائے اور تجھ سے تیری بیٹی کا رشتہ مانگے تو کیا تو اپنی بیٹی کا عقد رسول اسلام (ص) کے ساتھ کروگے یا نہیں؟
ہارون: سبحان اللہ! کیوں نہیں۔ بلکہ اس بارے میں سارے عرب اور عجم پر فخر کروں گا۔
امام: میں نے ہارون سے کہا: لیکن پیامبر اسلام (ص) کبھی میری بیٹی کا رشتہ نہیں مانگیں گے۔
ہارون: کیوں؟
امام: کیونکہ انہوں نے مجھے جنا ہے اور میں ان کی اولاد میں سے ہوں۔
ہارون: احسنت یا موسیٰ ابن جعفر! لیکن اس کی دلیل آپ قرآن سے پیش کریں۔
امام نے آیۃ مباھلہ کی تلاوت فرمائی: فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْاْ نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَ أَبْنَاءَكُمْ وَ نِسَاءَنَا وَ نِسَاءَكُمْ وَ أَنفُسَنَا وَ أَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّهِ عَلىَ الْكَذِبِين-1-۔
آپ کے پاس علم آجانے کے بعد بھی اگر یہ لوگ (عیسیٰ کے بارے میں) آپ سے جھگڑا کریں تو آپ کہہ دیں: آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلاتے ہیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ، ہم اپنی خواتین کو بلاتے ہیں اور تم اپنی عورتوں کو بلاؤ، ہم اپنے نفسوں کو بلاتے ہیں اور تم اپنے نفسوں کو بلاؤ، پھر دونوں فریق اللہ سے دعا کریں کہ جو جھوٹا ہو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔
اس آیہ شریفہ میں صراحت کے ساتھ امام حسن اور امام حسین کو پیامبر (ص) نے اپنا بیٹا کہہ دیا ہے۔اس آیۃ کا کوئی انکار نہیں کرسکتا۔
۔وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَ يَعْقُوبَ كُلاًّ هَدَيْنَا وَ نُوحًا هَدَيْنَا مِن قَبْلُ وَ مِن ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَ

سُلَيۡمَنَ وَ أَيُّوبَ وَ يُوسُفَ وَ مُوسىَ وَ هَرُونَ وَ كَذَالِكَ نجَۡزِى الۡمُحۡسِنِينَ وَ زَكَرِيَّا وَ يحَۡيىَ وَ عِيسىَ وَ إِلۡيَاسَ كلُُّ مِّنَ الصَّالِحِينَ-2-۔

اور ہم نے ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب عنایت کیے، سب کی رہنمائی بھی کی۔ اور اس سے قبل ہم نے نوح کی رہنمائی کی تھی۔ اور ان کی اولاد میں سے داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ اور ہارون (ع) قرار دئے۔ اور نیک لوگوں کو ہم اسی طرح جزا دیتے ہیں۔ اور زکریا، یحییٰ، عیسیٰ اور الیاس، سب صالحین میں سے تھے۔

اے ہارون! یہ بتا کہ عیسی کا باپ کون تھا؟

ہارون: ان کا کوئی باپ نہیں تھا۔

امام: پس عیسی (ع) ماں کی طرف سے خدا کے نبیوں میں شمار ہوتے ہیں۔ اسی طرح ہمارا شمار بھی نبی کی بیٹی فاطمہ زہرا (س) کی طرف سے نبی کی اولاد شمار ہوتے ہیں۔

پدر گرامی

سید الوصیین امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب بن عبد المطلب بن ہاشم ابن عبد مناف ہیں۔ جو ۱۳ رجب کو خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے اور بروز جمعہ ۲۱ رمضان ۴۰ ہجری کو مسجد کوفہ میں شہید کئے گئے۔

میسر نگردد بہ کس این سعادت

بہ کعبہ ولادت بہ مسجد سعادت

والدہ گرامی

ام الائمہ سیدۃ النساء العالمین فاطمۃ الزہرا (س) آپ کی ماں ہیں۔

اور آپ کی ولادت بعثت کے دوسرے سال ۲۰ جمادی الثانی کو ہوئی۔

حضرت زینب (س) کی شخصیت اور عظمت

۱۔ آپ کا نام وحی کے ذریعے معین ہوا۔

۲۔ آپ رسول اللہ (ص) کی اولاد میں سے ہے۔

۳۔ ان کی مصیبت میں رونا امام حسین (ع) پررونے کے برابر ہے۔

۴۔ جب بھی امام حسین (ع) کی خدمت میں جاتی تو آپ ان کی تعظیم کیلئے کھڑے ہوتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے تھے۔

علامہ محمد کاظم قزوینی لکھتے ہیں کہ زینب (ع) میں تمام شرافت وافتخار وعظمت کے اسباب پائے جاتے ہیں۔ اگر قانون وراثت کے اعتبار سے دیکھا جائے تو آپ کی ماں کے سوا دنیا کی کوئی بھی خاتون کیلئے وہ شرافت حاصل نہیں۔ نانا کو دیکھیں تو سید المرسلین، بابا کو دیکھیں تو سید الوصیین، بھائیوں کو دیکھے تو سیدا شباب اہل الجنۃ ، اور ماں کو دیکھیں تو سیدۃ نساء العالمین۔

شاعر نے یوں آپ کا حسب ونسب بیان کیا ہے:

ھی زینب بنت النبی المؤتمن

ھی زینب ام المصائب والمحن

ھی بنت حیدرۃ الوصی وفاطم

وھی الشقیقۃ للحسین والحسن

مشکلات اور سختیوں کے مقابلے میں صبر واستقامت اور خونخوار دشمنوں کے مقابلے میں شجاعت اور دلیری کا مظاہرہ کرنا آپ کی عظیم کرامتوں میں سے ہے۔اخلاق اور کردار کے اعتبار سے عطوفت اور مہربانی کا پیکر،عصمت اور پاکدامنی کے اعتبار سے حیا وعفت کی مالکہ ہونا آپ کی شرافت اور عظمت کیلئے کافی ہے!

ذرا سوچیں کہ اگر یہ ساری صفات کسی خاتون میں جمع ہوجائیں تو اس کے بارے میں آپ کیا فیصلہ کریں گے؟!

چنانچہ زینب کبری (ع) نہضت کربلا میں بہت بڑی مسئولیت اپنے ذمے لی ہوئی تھی۔اپنی اس مسئولیت سے عہدہ برآ ہونے کیلئے بچپن ہی سے تلاش کررہی تھی۔معصوم ہی کے دامن میں پرورش اور تربیت حاصل کررہی تھی۔

1۔آلعمران ۶۱۔

2۔انعام ۸۴،۸۵

علم ومعرفت

زینب کبری، رسول خدا (ص) کے شہر علم میں پیدا ہوئیں اور دروازہ علم کے دامن میں پرورش پائی اور حضرت زہرا (س) کے پاک سینہ سے تغذیہ حاصل کیں۔ اور ایک لمبی عمر دو امام بھائیوں کے ساتھ گذاریں۔ اورانھوں نے آپ کو خوب تعلیم دی۔ اس طرح زینب کبری آل محمد (ص) کے علوم اور فضائل سے مالا مال ہوئیں۔ یہی وجہ تھی سخت دشمنوں جیسے یزید بن معاویہ کو بھی اعتراف کرنا پڑا۔ اور سید سجاد (ع) نے آپ کی شان میں فرمایا:

انت بحمد الله عالمة غير معلمة و فهمة غير مفهمة۔

زہد وعبادت

عبادت کے لحاظ سے اس قدر خدا کے ہاں عظمت والی تھیں کہ سانحہ کربلا کے بعد اسیری کی حالت میں جسمانی اور روحی طور پر سخت ترین شرایط میں بھی نماز شب ترک نہ ہوئی۔ جبکہ عام لوگوں کیلئے معمولی مصیبت یا حادثہ دیکھنے پر زندگی کا نظام درہم برہم ہوجاتا ہے۔ اور آپ کی زہد کی انتہا یہ تھی کہ اپنا کھانا بھی یتیموں کو دیتی اور خود بھوکی رہتی؛ جس کی وجہ سے بدن میں اتنا ضعف پیدا ہوگیا کہ نماز شب اٹھ کر پڑھنے سے عاجز آگئی۔

زہد کا معنی یہی ہے کہ خدا کے خاطر دنیا کی لذتوں کو ترک کرے۔ بعض نے کہا ہے کہ لفظ ز، ھ، د یعنی زینت، ہوا وہوس اور دنیا کا ترک کرنے کا نام زہد ہے۔ زہد کا مقام قناعت سے بھی بالاتر ہے۔ اور زہد کا بہت بڑا فائدہ ہے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے:

وَ مَنْ زَهِدَ فِي الدُّنْيَا أَثْبَتَ اللهُ الْحِكْمَةَ فِي قَلْبِهِ وَ أَنْطَقَ بِهَا لِسَانَهُ وَ بَصَّرَهُ عُيُوبَ الدُّنْيَا دَاءَهَا وَ دَوَاءَهَا وَ أَخْرَجَهُ مِنَ الدُّنْيَا سَالِماً إِلَى دَارِ السَّلَامِ-1-۔

یعنی جو بھی ارادہ کرے کہ خدا اسے علم دے بغیر سیکھے؛ اور ہدایت دے بغیر کسی ہدایت کرنے والے کے؛ تو اسے چاہئے کہ وہ دنیا میں زہد کو اپنا پیشہ قرار دے۔ اور جو بھی دنیا میں زہد اختیار کرے گا؛ خدا تعالی اس کے دل میں حکمت ڈال دے گا۔ اور اس حکمت کے ذریعے اس کی زبان کھول دے گا، اور دنیا کی بیماریوں اور اس کی دواؤں کو دکھائے گا۔ اور اس دنیا سے اسے صحیح وسالم وادی سلام کی طرف اٹھائے گا۔

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدٍ خَيْراً زَهَّدَهُ فِي الدُّنْيَا وَ فَقَّهَهُ فِي الدِّينِ وَ بَصَّرَهُ عُيُوبَهَا وَ مَنْ أُوتِيَهُنَّ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرَ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ-2-۔

یعنی جب خدا تعالی کسی کو دنیا وآخرت کی نیکی دینا چاہتا ہے تو اسے دنیا میں زاہد اور دین میں فقیہ بنا دیتا ہے اور اپنے عیوب کو اسے دکھا دیتا ہے۔ اور جس کو بھی یہ نصیب ہو جائے، اسے دنیا وآخرت کی خیر وخوبی عطا ہوئی ہے۔

حدیث قدسی میں مذکور ہے:

أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ فِي بَعْضِ كُتُبِهِ يَا ابْنَ آدَمَ أَنَا حَيٌّ لَا أَمُوتُ أَطِعْنِي فِيمَا أَمَرْتُكَ حَتَّى أَجْعَلَكَ حَيّاً لَا تَمُوتُ يَا ابْنَ آدَمَ أَنَا أَقُولُ لِلشَّيْءِ كُنْ فَيَكُونُ أَطِعْنِي فِيمَا أَمَرْتُكَ أَجْعَلْكَ تَقُولُ لِلشَّيْءِ كُنْ فَيَكُونُ-3-

اے فرزند آدم! میں زندہ ہوں جس کیلئے موت نہیں، جن چیزوں کا میں تجھے حکم دوں گا ان میں تو میری اطاعت کرو تا کہ میں تجھے بھی اپنی طرح ایسی زندگی دوں کہ تو نہ مرے، اے فرزند

آدم جو کچھ کہتا ہوں ہو جاؤ تو ہو جاتا ہے۔ اگر تو چاہے کہ تو جو کچھ کہے ہو جائے؛ تو میں جو کچھ تجھے حکم دونگا اس پر عمل کرو۔

زینب کبری (س) بھی اپنی عبادت اور بندہ گی، زہد و تقوی اور اطاعت خدا کی وجہ سے ان تمام روایتوں کا مصداق اتم اور ولایت تکوینی کی مالکہ تھیں۔ چنانچہ روایت میں آئی ہے کہ دربار شام میں خطبہ دینے سے پہلے بہت شور وغل تھا، انھیں خاموش کرنا ہر کسی کی بس کی بات نہ تھی۔ لیکن جب آپ نے حکم دیا کہ خاموش ہو جاؤ؛ تو لوگوں کے سینے میں سانسیں رہ گئیں۔ اور بات کرنے کی جرات نہ کر سکے۔

معاشرے کی اصلاح کیلیئے امام حسین (ع) نے ایک انوکھا اور نیا باب کھولا وہ یہ تھا کہ اپنے اس قیام اور نہضت کو دو مرحلے میں تقسیم کیا:

حدیث عشق دو باب است کربلا تا شام
یکی حسین رقم کردس ودیگری زینب (س)

پہلا مرحلہ خون، جہاد اور شہادت کا مرحلہ تھا۔

دوسرا مرحلہ پیغام رسانی، بیدارگری، خاطرات اور یادوں کو زندہ رکھنے کا مرحلہ۔

پہلے مرحلے کیلیئے جان نثار اور باوفا اصحاب کو انتخاب کیا۔ اس طرح یہ ذمہ داری مردوں کو سونپی گئی۔ جنہوں نے جس انداز میں اپنی اپنی ذمہ داری کو نبھایا؛ تاریخ انسانیت میں ان کی

مثال نہیں ملتی۔ یہاں تک کہ سب بہ درجہ شہادت فائز ہو گئے۔

اب رہا، دوسرا مرحلہ، کہ جسے زینب کبری (س) کی قیادت میں خواتین اور بچوں کے حوالے کئے۔ جسے خواتین نے جناب سیدہ زینب (س) کی نگرانی میں اپنے انجام تک پہنچانا تھا۔ اس عہدے کو سنبھالنے میں حضرت زینب (س) نے بھی کوئی کسر نہیں رکھی۔ جناب محسن نقوی نے یوں اس کردار کی تصویر کشی کی ہے:

قدم قدم پر چراغ ایسے جلا گئی ہے علی کی بیٹی
یزیدیت کی ہر ایک سازش پہ چھا گئی ہے علی کی بیٹی

کہیں بھی ایوان ظلم تعمیر ہو سکے گا نہ اب جہاں میں
ستم کی بنیاد اس طرح سے ہلا گئی ہے علی کی بیٹی

نہ کوئی لشکر نہ سر پہ چادر مگر نہ جانے ہوا میں کیونکر
غرور ظلم وستم کے پرزے اڑا گئی ہے علی کی بیٹی

پہن کے خاک شفا کا احرام سر برہنہ طواف کر کے
حسین! تیری لحد کو کعبہ بنا گئی ہے علی کی بیٹی

یقین نہ آئے تو کوفہ وشام کی فضاؤں سے پوچھ لینا
یزیدیت کے نقوش سارے مٹا گئی ہے علی کی بیٹی

ابد تلک اب نہ سر اٹھا کے چلے گا کوئی یزید زادہ
غرور شاہی کو خاک میں یوں ملا گئی ہے علی کی بیٹی -4-

زینب کبری (س) کو اس مسئولیت کیلیے تیار کرنا

اگر چہ زینب کبری (س) روحی اعتبار سے تحمل اور برداشت کی قدرت رکھتی تھیں، لیکن پھر بھی یہ حادثہ اتنا دردناک اور مسئولیت اتنی سنگین تھی کہ آپ جیسی شیر دل خاتون کو بھی پہلے سے آمادہ گی کرنی پڑی۔ اسی لئے بچپن ہی سے ایسے عظیم سانحے کیلئے معصوم کے آغوش میں رہ کر اپنے آپ کو تیار کر رہی تھیں۔ چنانچہ رسول اللہ (ص) کی رحلت کے ایام نزدیک تھا، آپ اپنے جد بزرگوار کی خدمت میں گئیں اور عرض کیا: اے رسول خدا (ص) کل رات میں نے خواب دیکھا کہ تند ہوا چلی جس کی وجہ سے پوری دنیا تاریک ہو جاتی ہے۔ یہ تند ہوا مجھے ایک طرف سے دوسری طرف پہنچا دیتی ہے، اچانک میری نظریں ایک تناور درخت پر پڑتی ہے، تو میں اس درخت کے تلے پناہ لیتی ہوں۔ لیکن ہوا اس قدر تیز چلتی ہے کہ وہ درخت بھی ریشہ کن ہو جاتا ہے۔ اور زمین پر گرتا ہے تو میں ایک مضبوط شاخ سے لپٹ کر پناہ لینے کی کوشش کرتی

ہوں۔لیکن ہوا اس شاخ کو بھی توڑ ڈالتی ہے؛ میں دوسری شاخ پکڑ کر پناہ لینے کی کوشش کرتی ہوں؛ اسے بھی توڑ ڈالتی ہے۔سرانجام دو شاخیں ملی ہوئی ملتی ہے تو میں ان سے سہارا لیتی ہوں،لیکن ہوا ان دوشاخوں کو بھی توڑ ڈالتی ہے،اسوقت میں نیند سے بیدار ہو جاتی ہوں۔!

زینب کبری (س) کی باتوں کو سن کر پیامبر گرامی اسلام (ص) کے آنسو جاری ہو گئے۔پھر فرمایا: اے نور نظر! وہ درخت آپ کے جد گرامی ہیں؛ بہت جلد تند اور تیز ہوا اسے اجل کی طرف لے جائیگی۔اور پہلی شاخ آپ کے بابا اور دوسری شاخ آپ کی ماں زہرا (س) اور دوشاخیں جو ساتھ ملی ہوئی تھیں وہ آپ کے بھائی حسن اور حسین (ع) تھے؛ جن کی سوگ میں دنیا تاریک ہوجائے گی اور آپ کالے لباس زیب تن کریں گی -5-۔

چھ سال بھی پوری نہیں ہوئی تھی کہ جد گرامی (ص) کی رحلت کے سوگ میں بیٹھنی پڑی، پھر تھوڑی ہی مدت کے بعد مادر گرامی (س) کی مصیبت، اس کے بعد امام حسن مجتبی اور امام حسین مظلوم کربلا (ع) کی مصیبت برداشت کرنی پڑی۔

جب مدینے سے مکہ، مکہ سے عراق، عراق سے شام کی مسافرت کی تفصیلات بیان کی تو بغیر کسی چون و چرا اور پیشنہاد کے اپنے بھائی کے ساتھ جانے کیلئے تیار ہو جاتی ہیں۔اور اپنے بھائی کے ساتھ اس سفر پر نکلتی ہیں۔گویا ایسا لگتا ہے کہ کئی سال پہلے اس سفر کیلئے پیشن گوئی کی گئی ہے۔یہی وجہ تھی کہ آپ کی عقد نکاح میں بھی اپنے بھائی کے ساتھ سفر پر جانے کو مشروط قرار دیا تھا -6-۔

اور جب قافلہ حسینی (ع) مدینے سے نکل رہا تھا، عبداللہ بن جعفر الوداع کرنے آیا، تو زینب

کبری (س) نے کہا: اے عموزادہ عبداللہ! آپ میرے آقا ہو۔ اگر آپ اجازت نہ دے تو میں نہیں جاؤں گی؛ لیکن یہ یاد رکھنا کہ میں بھائی سے بچھڑ کر زندہ نہیں رہ سکونگی۔ تو جناب عبداللہ نے بھی اجازت دے دی اور آپ بھائی کے ساتھ سفر پر نکلی۔

1۔ من لا یحضرہ الفقیہ، ج4، ص410۔

2۔ الکافی، ج2، ص130، باب ذم الدنیا والزہد فیہا۔

3۔ مستدرک الوسائل، ج11، ص258۔

4۔ محسن نقوی؛ موج ادراک، ص ۱۴۲۔

5۔ ریاحین الشریعہ، ج ۳، ص ۱۵۔

6۔ اندیشہ سیاسی عاشورا، ش ۴، سال ۱۳۸۱۔

شب عاشور امام حسین (ع) کا آپ کو مشورہ دینا

قال الامام السجاد (ع): أَبِي يَقُولُ:

يَا دَهْرُ أُفٍّ لَكَ مِنْ خَلِيلٍ

كَمْ لَكَ بِالْإِشْرَاقِ وَ الْأَصِيلِ

مِنْ صَاحِبٍ وَ طَالِبٍ قَتِيلٍ
وَ الدَّهْرُ لَا يَقْنَعُ بِالْبَدِيلِ

وَ إِنَّمَا الْأَمْرُ إِلَى الْجَلِيلِ
وَ كُلُّ حَيٍّ سَالِكٌ سَبِيلِي

فَأَعَادَهَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثاً حَتَّى فَهِمْتُهَا وَ عَلِمْتُ مَا أَرَادَ فَخَنَقَتْنِي الْعَبْرَةُ فَرَدَدْتُهَا وَ لَزِمْتُ السُّكُوتَ وَ عَلِمْتُ أَنَّ الْبَلَاءَ قَدْ نَزَلَ وَ أَمَّا عَمَّتِي فَلَمَّا سَمِعَتْ مَا سَمِعْتُ وَ هِيَ امْرَأَةٌ وَ مِنْ شَأْنِ النِّسَاءِ الرِّقَّةُ وَ الْجَزَعُ فَلَمْ تَمْلِكْ نَفْسَهَا أَنْ وَثَبَتْ تَجُرُّ ثَوْبَهَا وَ هِيَ حَاسِرَةٌ حَتَّى انْتَهَتْ إِلَيْهِ وَ قَالَتْ وَا ثُكْلَاهُ لَيْتَ الْمَوْتَ أَعْدَمَنِي الْحَيَاةَ الْيَوْمَ مَاتَتْ أُمِّي فَاطِمَةُ وَ أَبِي عَلِيٌّ وَ أَخِي الْحَسَنُ يَا خَلِيفَةَ الْمَاضِي وَ ثِمَالَ الْبَاقِي فَنَظَرَ إِلَيْهَا الْحُسَيْنُ ع وَ قَالَ لَهَا يَا أُخْتَهْ لَا يَذْهَبَنَّ حِلْمَكِ الشَّيْطَانُ وَ تَرَقْرَقَتْ عَيْنَاهُ بِالدُّمُوعِ وَ قَالَ لَوْ تُرِكَ الْقَطَا لَيْلًا لَنَامَ فَقَالَتْ يَا وَيْلَتَاهُ أَ فَتَغْتَصِبُ نَفْسَكَ اغْتِصَاباً فَذَلِكَ أَقْرَحُ لِقَلْبِي وَ أَشَدُّ عَلَى نَفْسِي ثُمَّ لَطَمَتْ وَجْهَهَا وَ هَوَتْ إِلَى جَيْبِهَا وَ شَقَّتْهُ وَ خَرَّتْ مَغْشِيَّةً عَلَيْهَا فَقَامَ إِلَيْهَا الْحُسَيْنُ ع فَصَبَّ عَلَى وَجْهِهَا الْمَاءَ وَ قَالَ لَهَا يَا أُخْتَاهْ اتَّقِي اللَّهَ وَ تَعَزَّيْ بِعَزَاءِ اللَّهِ وَ اعْلَمِي أَنَّ أَهْلَ الْأَرْضِ يَمُوتُونَ وَ أَهْلَ السَّمَاءِ لَا يَبْقَوْنَ وَ أَنَّ كُلَّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَ اللَّهِ تَعَالَى الَّذِي خَلَقَ الْخَلْقَ بِقُدْرَتِهِ وَ يَبْعَثُ الْخَلْقَ وَ يَعُودُونَ وَ هُوَ فَرْدٌ وَحْدَهُ وَ أَبِي خَيْرٌ مِنِّي وَ أُمِّي خَيْرٌ مِنِّي وَ أَخِي خَيْرٌ مِنِّي وَ لِي وَ لِكُلِّ مُسْلِمٍ بِرَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ-1-۔

امام سجاد (ع) فرماتے ہیں کہ شب عاشور میری پھوپھی میری پرستاری کر رہی تھی میرے بابا اپنے خیمے میں یہ اشعار پڑھ رہے تھے: اے زمانہ تم پر تف ہو کہ تو کب تک اپنی آرزو اور تمنا رکھنے والوں کو خون میں آغشتہ کرتا رہے گا؟ و۔۔۔

یہ اشعار جب آپ نے سنی تو آپ آپے سے باہر ہوگئی اور فریاد کرنے لگی۔ اور بابا کے پاس تشریف لے گئی اور فرمایا: اے کاش مجھے موت آتی، آج کا دن اس دن کی طرح ہے جس دن میری ماں، میرے بابا، اور بھائی حسن مجتبی (ع) اس دنیا سے رحلت فرما گئے، اب تو آپ ہی ان بزرگوں کے وارث اور لواحقین کے پناہ گاہ ہو۔

امام حسین (ع) نے زینب کبری (س) کی طرف دیکھ کر فرمایا: میری بہن! ایسا نہ ہو کہ شیطان تیری حلم اور بردباری تجھ سے چھین لے۔

زینب کبری (س) نے کہا: بھیا! آپ کی اس بات نے میرے دل کو مزید جلا دیا کہ آپ مجبور ہیں اور ناچار ہو کر شہید کئے جا رہے ہیں!! اس وقت گریبان چاک کر کے اپنا سر پیٹنا شروع کیا۔ اور بیہوش ہوگئیں۔ میرے بابا نے چہرے پر پانی چھڑکایا؛ جب ہوش آیا تو فرمایا: میری بہن! خدا کا خوف کرو، صبر اور حوصلے سے کام لو اور جان لو کہ سب اہل زمین و آسمان فنا ہونے والے ہیں سوائے خدا تعالی کے۔ میرے بابا مجھ سے بہتر تھے اور ماں مجھ سے بہتر تھیں اور میرے بھائی اور میرے جد امجد (ص) مجھ سے افضل تھے، جب وہ لوگ نہ رہیں تو میں کیسے رہ سکوں گا؟!

امام مظلوم (ع) نے یوں اپنی بہن کو نصیحت کی کہ ایسا نہ ہو تفکر اور اندیشہ آپ کی احساسات

کے تحت شعاع چلی جائے۔اور جناب زینب (س) نے بھی کیا خوب اس نصیحت پر عمل کیا۔ جہاں تدبر اور تعقل سے کام لینا تھا وہاں بردوباری اور شکیبائی سے کام لیا اور جہاں احساسات کا مظاہرہ کرنا تھا وہاں بخوبی احساسات وعواطف کا مظاہرہ کیا۔

اس طرح امام (ع) مختلف مقامات پر اپنی بہن کو صبر واستقامت کی تلقین کرتے رہے۔اسی کا نتیجہ تھا کہ زنیب کبری (س) نے اپنی پیغام رسانی میں کوئی کمی آنے نہ دیا۔ جسے شاعر نے یوں بیان کیا ہے:

مہکا گئی جو اپنے چمن کی کلی کلی
جس نے حسینیت کو بچایا گلی گلی
کانٹوں بھرے سفر میں جہاں تک چلی چلی
لیکن سکھا گئی ہے جہاں کو علی علی
اسلام بچ گیا یہ اسی کا کمال تھا
ورنہ خدا کے دین کا تعارف محال تھا-2-

1-۔بحار ج ۴۵،ص ۱۔۳
2۔محسن نقوی؛موج ادراک،ص ۱۳۲۔

زینب کبری (س) اپنے بھائی کے دوش بہ دوش

سفر کے دوران تمام حادثات اور واقعات میں اپنے بھائی کے شانے بہ شانے رہیں۔ اور امام نے بھی بہت سارے اسرار سے آگاہ کیا۔ اس مطلب کو پیام اعظمی نے یوں بیان کیا ہے:

شریک کار رسالت تھے حیدر وزہرا
شریک کار امامت ہیں زینب وعباس

دیا ہے دونوں نے پہرا بتول کے گھر کا
حصار خانہ عصمت ہیں زینب وعباس

اپنے بیٹے کی شہادت

آپ کے دو بیٹے کربلا میں شہید ہوگئے۔1۔ لیکن آپ نے بے صبری سے کام لیتے ہوئے آہ وزاری نہیں کی، تاکہ اپنے بھائی کے دکھ اور غم واندوہ میں اضافہ نہ ہو۔ لیکن علی اکبر (ع) کے سرانے جا کر خوب رولیتی ہیں تاکہ اپنے بھائی کے غم واندوہ میں کمی آجائے۔

آخری تلاش

امام حسین (ع) زندگی کے آخری لمحات میں دشمنوں کے تیر وتلوار کے ضربات کی وجہ سے لہو

لہاں ہو چکے تھے اور مزید دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنے کی طاقت نہیں تھی۔ کربلا کی زمین پر جب آئے تو لشکر ملعون عمر سعد چاروں طرف سے مختلف قسم کے ابزار اور اسلحے سے حملہ کرنے لگے اور زینب کبری (س) یہ منظر دیکھ رہی تھیں اور اپنے بھائی کا دفاع کرنا چاہتی تھیں۔ لیکن ہزاروں کے لشکر کے سامنے اکیلی خاتون کیا دفاع کر سکتی تھیں؟ بہر صورت اپنی اس ذمہ داری کو بھی آپ نے انجام دیتے ہوئے عمر سعد ملعون سے کہا: اے عمر سعد! ابا عبداللہ کو اشقیاء شہید کر رہے ہیں اور تو دیکھ رہا ہے؟!! یہ سن کر وہ ملعون رویا اور اپنا منہوس چہرہ زینب (س) کی طرف سے موڑ لیا۔2۔

زینب کبریٰ (س) نے اپنے بھائی کے بدن سے جدا ہوتے ہوئے جو عہد کیا؛ اسے شاعر اہل بیت محسن نقوی مرحوم نے یوں بیان کیا ہے:

حسین کی لاش بے کفن سے یہ کہہ کے زینب جدا ہوئی ہے
جو تیرے مقتل میں بچ گیا ہے وہ کام میری ردا کرے گی

1۔ بحار ج ۴۴، ص ۳۶۶۔

2۔ بحار ج ۴۵، ص ۵۵۔

جب بھائی کی لاش پر پہنچی

لہوف اور ارشاد شیخ مفید میں لکھا ہے کہ جب امام حسین (ع) گھوڑے سے کربلا کی زمین پر

آئے تو زینب کبریٰ (س) بیہوش ہوگئی اور جب ہوش میں آئی تو فریاد کرتی ہوئی خیمے سے نکلی اور جب اپنے بھائی کا زخموں سے چور چور اور خاک وخون میں غلطان بدن کہ جس سے فوارے کی طرح خون بہہ رہا تھا؛ دیکھا تو اپنے آپ کو اس زخمی بدن پر گرایا اور اسے سینے سے لگا کر فریاد کرنے لگی:

ونادت وا اخا ہ ! وا سیداہ! لیت السماء اطبقت علی الارض و لیت الجبال اندکت علی السهل ـ فنادت عمر ابن سعد: ویحك یا عمر! یقتل ابو عبد الله وانت تنظر الیه؟ فلم یجبها عمر بشیء فنادت: ویحکم اما فیکم مسلم؟ فلم یجبها احد-1-.

ہای میرے بھیا ہای میرے سردار!! اے کاش یہ آسمان زمین پر گر چکا ہوتا اور اے کاش پہاڑ ریزہ ریزہ ہوکر خاکستر ہوجاتی!! پھر عمر سعد کو آواز دی: اے عمر سعد افسوس ہو تجھ پر! اباعبداللہ الحسین (ع) کو ذبح کئے جارہے ہیں اور تو تماشائی بن کر دیکھ رہے ہو؟! اس ملعون نے کوئی جواب نہیں دیا، پھر فریاد کی: کیا تم میں کوئی مسلمان نہیں؟!! پھر بھی کسی نے جواب نہیں دیا۔ پھر ندا دی: ءانت الحسین اخی؟! ءانت ابن امی؟! ءانت نور بصری ومھجۃ قلبی؟! ءانت رجائنا؟! ءانت کہفنا؟! ءانت عمادنا؟! ءانت ابن محمد المصطفی؟! ءانت ابن علی المرتضیٰ؟! ءانت ابن فاطمۃ الزہرا؟! اس قدر بدن مبارک زخموں سے چور چور ہوگیا تھا کہ مظلومہ بہن کو پہچاننے میں مشکل ہورہا تھا۔ فرمایا: کیا تو میرا بھائی حسین ہے؟ کیا تو میرا ماں جایا حسین ہے؟ کیا تو میری آنکھوں کا نور ہے؟ اور دل کی ٹھنڈک ہے؟ کیا تو ہماری امید گاہ ہے؟ کیا تو ہمارا ملجا و ماوا ہو؟ اور کیا تو ہمارا تکیہ گاہ ہے؟ کیا تو محمد مصطفی (ص) کا بیٹا ہے؟ کیا تو

علی مرتضیٰ اور فاطمہ زہرا(س) کا بیٹا ہے؟!!

ان کلمات کو حزین آواز میں بیان کرنے کے بعد کوئی جواب نہیں آیا کیونکہ امام حسین (ع) شدید زخموں کی وجہ سے غش کی حالت میں تھے، جس کی وجہ سے جواب نہیں دے پارہے تھے؛ تو زینب کبری نے پھر گریہ وزاری کرنا شروع کیا، فریاد کرتے کرتے آپ پر بھی غشی طاری ہوگئی۔ اور جب ہوش آیا تو فرمایا:

اخی بحق جدی رسول الله الا ما کلمتنی وبحق ابی امیر المؤمنین الا ما خاطبنی یا حشاش مهجتی بحق امی فاطمة الزهرا الا ما جاوبتنی یا ضیاء عینی کلمنی یا شقیق روحی جاوبنی۔

اے میرے بھیا حسین! میرے جد گرامی رسول خدا (ص) کا واسطہ مجھے جواب دو میرے بابا امیر المؤمنین کا واسطہ میرے ساتھ کلام کرو! اے میرے جگر کے ٹکڑے! میری ماں فاطمہ زہرا (س) کا واسطہ مجھے جواب دو، اے میرے نور نظر! میرے ساتھ بات کرو، اے میری جان مجھے جواب دو۔

جب یہ کلمات ادا ہوئیں تو امام (ع) کو ہوش آیا اور فرمایا: اے میری پیاری بہن! آج جدائی اور فراق کا دن ہے۔ یہ وہی دن ہے جس کا میرے نانا رسول خدا (ص) نے وعدہ کیا تھا کہ آج ان کے ساتھ ملاقات کرنے کا دن ہے۔ کہ آپ (ص) میرے منتظر ہیں۔ ان کلمات کے ساتھ آپ پر غشی طاری ہوگئی تو حضرت زینب (س) نے آپ کو اپنے آغوش میں لیا اور سینے سے لگایا۔ امام کچھ دیر بعد پھر ہوش میں آیا اور فرمایا: بہن زینب! آپ نے میرا دل غموں سے بھر دیا، خدا کے خاطر آپ خاموش ہوجائیں۔

حضرت زینب (س) نے ایک چیخ ماری اور فرمایا:

واویلاه! اخی یا بن امی! کیف اسکن و اسکت و انت بهذه الحالة تعالج سکرات الموت تقبض یمینا و تمد شمالا ، تقاسی منونك و تلاقی احوالا ء روحی لروحك الفدا و نفسی لنفسك الوقاء

۔افسوس ہو مجھ پراے میرے بھائی! اے میرے ماں جایا حسین! کیسے آرام کروں اور کیسے چپ رہوں؟! جب کہ آپ اس سکرات الموت کی عالم میں ہو؛ اور اپنے خون میں لت پت ہو؛ میری جان اور نفس آپ پر قربان ہوجائیں۔ اتنے میں شمر ملعون آکر کہنے لگا کہ اپنے بھائی سے جدا ہوجاؤ ورنہ تازیانہ کے ذریعے جدا کروں گا۔ یہ سننا تھا زینب کبری (س) نے اپنے بھائی کے گلے میں ہاتھ ڈال کر کہنے لگی: یا عدو اللہ لا اتنحی عنہ ان ذبحتہ فاذبحنی معہ۔اے دشمن خدا! میں اپنے بھائی سے جدا نہیں ہوجاؤں گی۔ اگر تو انہیں ذبح کرنا چاہتے ہو تو مجھے بھی ان کے ساتھ ذبح کرو۔ اس وقت شمر لعین نے تازیانے کے ذریعے بہن کو بھائی سے جدا کیا ۔اور دھمکی دیتے ہوئے کہا: اگر قریب آجائے تو تلوار اٹھاؤں گا۔ اب یہ ملعون امام عالی مقام کے نزدیک جاتا ہے اور سینہ اقدس پر سوار ہوجاتا ہے۔ یہ دیکھنا تھا جناب زینب (س) نے فرمایا:

یا عدو الله ارفق به لقد کسرت صدره و اثقلت ظهره اما علمت ان هذا الصدر تربی علی صدر رسول الله و علی و فاطمه ,ویحك هذا الذی ناغاه جبرائیل و هز مهده میکائیل بالله علیك الاّ امهلته ساعة لِاَتزوّد ویحك دعنی أُقبّله دعنی اغمضه دعنی انادی بناته یتزوّدون منه دعنی آتیه بابنته سکینة فانه یحبّة-2-

اے دشمن خدا! میرے بھائی پر رحم کریں تو نے ان کی پسلیوں کو توڑا ہے اور ان پر اپنا بوجھ ڈالا ہے! کیا تو جانتا ہے کہ یہ کس کا سینہ ہے؟ یہ وہ سینہ ہے جو رسول اللہ (ص) علی اور فاطمہ (ع) کے سینے پر آرام کیا کرتے تھے۔ افسوس ہو تجھ پر یہ وہ ذات ہے کہ جبرئیل جس کا ہمدم ہے اور میکائیل ان کا جھولا جھلانے والا ہے! خدا کیلئے تھوڑی سی ان کو مہلت دے تا کہ میں ان سے خدا حافظی کرلوں اور ان سے زادراہ لےلوں۔ افسوس ہو تجھ پر اے لعین! مجھے موقع دو تا کہ میں ان کا بوسہ لوں اور ان کے چہرے کی زیارت کروں۔ اور مہلت دو تا کہ میں ان کی بیٹیوں کو بھی بلاؤں۔ ان کی چھوٹی بیٹی سکینہ انہیں بہت چاہتی ہیں۔ اور امام کو اس سے بہت پیار ہے؛ ان کو بلاؤں۔

1۔ الارشاد، ج ۲، ص ۱۱۱۔
2۔ معالی السبطین، مجلس دہم۔

مقتل سے گذرتے وقت نانا کو خطاب

یا محمداہ صلی علیك ملائكة السماء هذا الحسين مرمل بالدماء مقطع الأعضاء و بناتك سبايا إلى الله المشتكى و إلى محمد المصطفى و إلى علي المرتضى و إلى فاطمة الزهراء و إلى حمزة سيد الشهداء يا محمداه هذا حسين بالعراء تسفي عليه الصبا قتيل أولاد البغايا وا حزناه وا كرباه اليوم مات جدي رسول الله ص يا أصحاب

محمداہ ھؤلاء ذریۃ المصطفی یساقون سوق السبایا-1-۔

اے محمد! خالق آسمان اور زمین آپ پر سلام ودرود بھیجتا ہے اور یہ حسین ہے جوخون میں غلطان ہے اوران کا بدن ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا ہے اور تیری بیٹیاں اسیر ہوئی ہیں ۔خدا کے پاس شکایت کروں گی اور محمد مصطفی وعلی مرتضی اور سید الشہد ا حضرت حمزہ (ع) سے شکایت کروں گی ۔ اے محمد! یہ حسین ہے جو میدان میں پڑے ہوئے ہیں ۔ ہوااس کے بدن مبارک پر چل رہی ہے جسے زنازادوں نےقتل کیا ہے!!

ہای افسوس کتنی بڑی مصیبت ہے! آج میرے نانا محمد مصطفی (ص) اس دنیا سے چلے گئے، اے محمد کے چاہنے والو! یہ مصطفی کی اولا دہیں جن کواسیروں کی طرح گھسیٹے جارہے ہیں۔

اپنے بھائی کے کٹے ہوئے سر سے خطاب

يَا هِلَالًا لَمَّا اسْتَتَمَّ كَمَالًا
غَالَهُ خَسْفُهُ فَأَبْدَا غُرُوبَا

مَا تَوَهَّمْتُ يَا شَقِيقَ فُؤَادِي
كَانَ هَذَا مُقَدَّراً مَكْتُوبَا

يَا أَخِي فَاطِمَ الصَّغِيرَةَ كَلِّمْهَا
فَقَدْ كَادَ قَلْبُهَا أَنْ يَذُوبَا

يَا أَخِي قَلْبُكَ الشَّفِيقُ عَلَيْنَا
َ الَهُ قَدْ قَسَى وَ صَارَ صَلِيبَا

يَا أَخِي لَوْ تَرَى عَلِيّاً لَدَى الْأَسْرِ
مَعَ الْيُتْمِ لَا يُطِيقُ وُجُوبَا

كُلَّمَا أَوْجَعُوهُ بِالضَّرْبِ نَادَاكَ
بِذُلٍّ يَغِيضُ دَمْعاً سَكُوبَا

يَا أَخِي ضُمَّهُ إِلَيْكَ وَ قَرِّبْهُ
وَ سَكِّنْ فُؤَادَهُ الْمَرْعُوبَا

مَا أَذَلَّ الْيَتِيمَ حِينَ يُنَادِي أَبِيهِ وَلَا يَرَاهُ مُجِيبَا ۔

اے میری چاند جو کامل ہوتے ہی اچانک گرہن لگی اور اسے غروب کر دیا۔ اے میرے دل کے ٹکڑے! میں نے کبھی یہ گمان بھی نہیں کی تھی کہ ایسا بھی ہوگا۔ بھیا! اپنی چھوٹی بیٹی فاطمہ سے بات کرو جس کا دل ذوب ہونے والا ہے۔ بھیا! تیرے مہربان دل اس قدر سخت کیوں

ہوا جو ہماری باتوں کا جواب نہیں دیتے؟ بھیا! اے کاش اپنے بیٹے زین العابدین کو اسیری اور یتیمی کے عالم میں دیکھتے کہ کس قدر اپنی جگہ پر خشک پڑا ہے؟ جب بھی اسے تازیانہ مار کر ظالم اذیت دیتے تو وہ تمھیں پکارتے۔اے بھیا! اس کی مدد کرو اور اسے تسلی دو۔ ہای افسوس یتیمی کی مصیبت کس قدر سخت ہے کہ وہ اپنے بابا کو پکارے اور بابا جواب نہ دے-2-۔

شہادت امام حسین (ع) کے بعد زینب کبری (س) کی تین ذمہ داریاں

مظلوم کربلا ابا عبداللہ (ع) شہادت کے بعد زینب کبریٰ کی اصل ذمہ داری شروع ہوتی ہے ۔اگر چہ عصر عاشور سے پہلے بھی ذمہ داریاں انجام دے رہی تھیں۔جن لوگوں کی سرپرستی آپ نے قبول کی تھی وہ ایسے افراد تھے کہ جن کا وجود اور زندگی خطرے میں تھے۔جن کا نہ کوئی گھر تھا جس میں وہ آرام کر سکے، نہ کوئی کھانا ان کے ساتھ تھا؛ جس سے اپنی بھوک ختم کر سکے اور نہ کوئی پانی تھا؛ کہ جو ہر جاندار کی ابتدائی اور حیاتی ترین مایہ حیات بشری ہوا کرتا ہے؛ اور یہ سب ایسے لوگ تھے جن کے عزیز و اقارب ان کے نظروں کے سامنے خاک و خون میں نہلائے جا چکے تھے۔ایسے افراد کی سرپرستی قبول کرنا بہت ہی مشکل کام تھا، اسی طرح خود ثانی زہرا (س) بھی اپنے بیٹوں اور بھائیوں کی جدائی سے دل داغدار تھی؛ کیسے برداشت کر سکتی تھیں؟! یہی وجہ تھی کہ سید الشہدا (ع) نے آپ کے مبارک سینے پر دست امامت پھیرا کر دعا کی تھی کہ خدا ان تمام مصیبتوں کو برداشت کرنے کی انہیں طاقت دے۔

اور یہی دعا کا اثر تھا کہ کربلا کی شیر دل خاتون نے ان تمام مصیبتوں کے دیکھنے کے باوجود عصر عاشور کے بعد بھیا عباس کی جگہ پہرہ داری کی اور طاغوتی حکومت اور طاقت کی بنیادیں ہلا کر رکھ دیں۔اور ان کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا کر رکھ دیں: شہید محسن نقوی لکھتے ہیں:

پردے میں رہ کے ظلم کے پردے الٹ گئی
پہنی رسن تو ظلم کی زنجیر کٹ گئی
نظریں اٹھیں تو جبر کی بدلی بھی چھٹ گئی
لب سی لئے تو ضبط میں دنیا سمٹ گئی -3-

۱۔امام سجاد (ع) کی عیادت اور حفاظت

ہمارا اعتقاد ہے کہ سلسلہ امامت کی چوتھی کڑی سید السجاد (ع) ہیں، چنانچہ عبیداللہ ابن زیاد نے عمر بن سعد کو دستور دیا تھا کہ اولاد امام حسین (ع) میں سے تمام مردوں کو شہید کئے جائیں، دوسری طرف مشیت الٰہی یہ تھی کہ مسلمانوں کیلئے ولایت اور رہبری کا یہ سلسلہ جاری رکھا جائے ، اس لئے امام سجاد (ع) بیمار رہے اور آپ کا بیمار رہنا دو طرح سے آپ کا زندہ رہنے کیلئے مددگار ثابت ہوئی۔

۱۔امام وقت کا دفاع کرنا واجب تھا جو بیماری کی وجہ سے آپ سے ساقط ہوا۔

۲۔ دشمنوں کے حملے اور تعرضات سے بچنے کا زمینہ فراہم کرنا تھا جو بیماری کی وجہ سے ممکن

ہوا۔ پھر سو فیصد جانی حفاظت کا ضامن تو نہ تھا کیونکہ خدا تعالی نہیں چاہتا کہ ہر کام معجزانہ طور پرانجام پائے بلکہ جتنا ممکن ہو سکے طبیعی اور علل واسباب مادی اور ظاہری طور پر واقع ہو۔ صرف دو صورتوں میں ضروری ہے کہ خدا تعالی ائمہ طاہرین (ع) کی غیبی امداد کے ذریعے حفاظت اور مدد کرے:

۱۔ معجزے کے بغیر اسلام کی بقا عادی طور پر ممکن نہ ہو۔

۲۔ دین کی حفاظت مسلمانوں کی قدرت میں نہ ہو۔

ایسا نہیں کہ کسی فدا کاری اور قربانی اور مشکلات اور سختی کو تحمل کئے بغیر مسلمان اپنے دشمنوں کو نابود کر سکے۔

چنانچہ جب مشرکان قریش پیامبر اسلام (ص) کی قتل کے در پے ہوئے تو خدا تعالی نے وحی کے ذریعے قریش والوں کے مکروہ ارادے سے آگاہ کیا اور غار ثور کے دروازے پر مکڑی کا جال بنا کر ان کی اذہان کو منحرف کیا، کیونکہ اولاً تو دین اسلام کی بقا اور دوام، پیامبر اسلام (ص) کی زندگی اور حیات طیبہ پر منحصر تھا۔ ثانیاً پیامبر (ص) کو دشمن کی پلاننگ سے آگاہ اور مشرکوں کے اذہان کو منحرف کرنا تھا؛ جو بغیر معجزے کے ممکن نہ تھا۔ لیکن باقی امور کو رنج ومصیبتوں اور سختیوں کو تحمل کر کے نتیجے تک پہنچانا تھا۔ جیسا کہ حضرت علی (ع) پیامبر (ص) کی جان بچانے کیلئے آپ بستر پر سو گئے تا کہ آپ (ص) کو غار میں چھپنے کی مہلت مل جائے ۔اور پیامبر اکرم (ص) بھی مدینے کی طرف جانے کے بجائے دوسری طرف تشریف لے گئے، تا کہ کفار کے ذہنوں کو منحرف کیا جائے۔ اگر سنت الٰہی اعجاز دکھانا ہوتی تو یہ ساری

زحمتیں ان بزرگواروں کو اٹھانی نہ پڑتیں۔

امام سجاد (ع) کی حفاظت اور دیکھ بال کرنا بھی اسی طرح تھا؛ کہ زینب کبری (س) اس سختیوں کو اپنے ذمہ لے لے۔ اور پورے سفر کے دوران آپ (ع) کی حفاظت اور مراقبت کی ذمہ داری آپ آپ ہی قبول کر لے۔

1۔اللہوف،ص130۔

2۔بحارالأنوار،ج45،ص ۱۱۵۔

3۔موج ادراک،ص ۱۳۵۔

کہاں کہاں زینب (س) نے امام سجاد (ع) کی حفاظت کی؟

جلتے ہوئے خیموں سے امام سجاد (ع) کی حفاظت

تاریخ کا ایک وحشیانہ ترین واقعہ عمر سعد کا اھل بیت امام حسین (ع) کے خیموں کی طرف حملہ کر کے مال واسباب کا لوٹنا اور خیموں کو آگ لگانا تھا۔ اس وقت اپنے وقت کے امام سید الساجدین (ع) سے حکم شرعی پوچھتی ہیں: اے کے وارث اور بازماندگان کے پناہ گاہ! ہمارے خیموں کو آگ لگائی گئی ہے، ہمارے لئے شرعی حکم کیا ہے؟ کیا انہی خیموں میں رہ کر

جلنا ہے یا بیابان کی طرف نکلنا ہے؟!

امام سجاد (ع) نے فرمایا: آپ لوگ خیموں سے نکل جائیں۔لیکن زینب کبری (س) اس صحنہ کو چھوڑ کرنہیں جاسکتی تھیں، بلکہ آپکا امام سجاد (ع) کی نجات کیلئے رکنا ضروری تھا۔

راوی کہتا ہے کہ میں دیکھ رہا تھا خیموں سے آگ کے شعلے بلند ہورہے تھے اور ایک خاتون بیچینی کے عالم میں خیمے کے در پر کھڑی چاروں طرف دیکھ رہی تھیں، اس آس میں کہ کوئی آپ کی مدد کو آئے۔پھر آپ ایک خیمہ کے اندر چلی گئی۔اور جب باہر آئی تو میں نے پوچھا: اے خاتون! اس جلتے ہوئے خیمے میں آپ کی کونسی قیمتی چیز رکھی ہوئی ہے؟ کیا آپ نہیں دیکھ رہی ہے کہ آگ کا شعلہ بلند ہورہا ہے؟!

زینب کبری (س) یہ سن کر فریاد کرنے لگیں: اس خیمے میں میرا ایک بیمار بیٹا ہے جو نہ اٹھ سکتا ہے اور نہ اپنے کو آگ سے بچا سکتا ہے؛ جبکہ آگ کے شعلوں نے اسے گھیر رکھا ہے۔آکر کار زینب کبری (س) نے امام سجاد (ع) کو خیمے سے نکال کر اپنے وقت کے امام کی جان بچائی۔

شمر کے سامنے امام سجاد (ع) کی حفاظت

امام حسین (ع) کی شہادت کے بعد لشکر عمر سعد خیمہ گاہ حسینی کی طرف غارت کے لئے بڑھے ۔ایک گروہ امام سجاد (ع) کی طرف گئے، جب کہ آپ شدید بیمار ہونے کی وجہ سے اپنی جگہ سے اٹھ نہیں سکتے تھے۔ایک نے اعلان کیا کہ ان کے چھوٹوں اور بڑوں میں سے کسی پر بھی رحم نہ کرنا۔دوسرے نے کہا اس بارے میں امیر عمر سعد سے مشورہ کرے۔شمر ملعون نے امام

(ع) کو شہید کرنے کیلئے تلوار اٹھائی۔ حمید بن مسلم کہتا ہے: سبحان اللہ! کیا بچوں اور بیماروں کو بھی شہید کرو گے؟! شمر نے کہا: عبید اللہ نے حکم دیا ہے۔ حضرت زینب (س) نے جب یہ منظر دیکھا تو امام سجاد (ع) کے قریب آئیں اور فریاد کی: ظالمو! اسے قتل نہ کرو۔ اگر قتل کرنا ہی ہے تو مجھے پہلے قتل کرو۔

آپ کا یہ کہنا باعث بنا کہ امام (ع) کے قتل کرنے سے عمر سعد منصرف ہو گیا۔-2-

امام سجاد (ع) کو تسلی دینا

جب اسیران اہل حرم کو کوفہ کی طرف روانہ کئے گئے، تو مقتل سے گذارے گئے، امام (ع) نے اپنے عزیزوں کو بے گور وکفن اور عمر سعد کے لشکر کے ناپاک جسموں کو مدفون پایا تو آپ پر اس قدر شاق گزری کہ جان نکلنے کے قریب تھا۔ اس وقت زینب کبری (س) نے آپ کی دلداری کیلئے ام ایمنؓ سے ایک حدیث نقل کی، جس میں یہ خوش خبری تھی کہ آپ کے بابا کی قبر مطہر آیندہ عاشقان اور محبین اہلبیت F کیلئے امن اور امید گاہ بنے گی۔

لِمَا أَرَى مِنْهُمْ قَلَقِي فَكَادَتْ نَفْسِي تَخْرُجُ وَ تَبَيَّنَتْ ذَلِكَ مِنِّي عَمَّتِي زَيْنَبُ بِنْتُ عَلِيٍّ الْكُبْرَى فَقَالَتْ مَا لِي أَرَاكَ تَجُودُ بِنَفْسِكَ يَا بَقِيَّةَ جَدِّي وَ أَبِي وَ إِخْوَتِي فَقُلْتُ وَ كَيْفَ لَا أَجْزَعُ وَ أَهْلَعُ وَ قَدْ أَرَى سَيِّدِي وَ إِخْوَتِي وَ عُمُومَتِي وَ وُلْدَ عَمِّي وَ أَهْلِي مُضَرَّجِينَ بِدِمَائِهِمْ مُرَمَّلِينَ بِالْعَرَاءِ مُسَلَّبِينَ لَا يُكَفَّنُونَ وَ لَا يُوَارَوْنَ وَ لَا يُعَرِّجُ عَلَيْهِمْ أَحَدٌ وَ لَا يَقْرَبُهُمْ بَشَرٌ كَأَنَّهُمْ أَهْلُ بَيْتٍ مِنَ الدَّيْلَمِ وَ الْخَزَرِ فَقَالَتْ لَا يُجْزِعَنَّكَ مَا تَرَى فَوَ اللَّهِ إِنَّ ذَلِكَ لَعَهْدٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ إِلَى جَدِّكَ وَ أَبِيكَ وَ عَمِّكَ وَ لَقَدْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ

أُنَاسٍ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ لَا تَعْرِفُهُمْ فَرَاعِنَةُ هَذِهِ الْأَرْضِ وَ هُمْ مَعْرُوفُونَ فِي أَهْلِ السَّمَاوَاتِ أَنَّهُمْ يَجْمَعُونَ هَذِهِ الْأَعْضَاءَ الْمُتَفَرِّقَةَ فَيُوَارُونَهَا وَ هَذِهِ الْجُسُومَ الْمُضَرَّجَةَ وَ يَنْصِبُونَ لِهَذَا الطَّفِّ عَلَماً لِقَبْرِ أَبِيكَ سَيِّدِ الشُّهَدَاءِ لَا يَدْرُسُ أَثَرُهُ وَ لَا يَعْفُو رَسْمُهُ عَلَى كُرُورِ اللَّيَالِي وَ الْأَيَّامِ وَ لَيَجْتَهِدَنَّ أَئِمَّةُ الْكُفْرِ وَ أَشْيَاعُ الضَّلَالَةِ فِي مَحْوِهِ وَ تَطْمِيسِهِ فَلَا يَزْدَادُ أَثَرُهُ إِلَّا ظُهُوراً وَ أَمْرُهُ إِلَّا عُلُوّا -2-۔

خود امام سجاد (ع) فرماتے ہیں: کہ جب میں نے مقدس شہیدوں کے مبارک جسموں کو بے گور وکفن دیکھا تو مجھ سے رہا نہ گیا۔ یہاں تک کہ میری جان نکلنے والی تھی، میری پھوپھی زینب (س) نے جب میری یہ حالت دیکھی تو فرمایا: اے میرے نانا، بابا اور بھائیوں کی نشانی! تجھے کیا ہوگیا ہے؟ کہ میں دیکھ رہی ہوں کہ تیری جان نکلنے والی ہے۔تو میں نے جواب دیا کہ پھوپھی اماں! میں کس طرح آہ وزاری نہ کروں؟ جب کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے بابا اور عمو اور بھائیوں اور دیگر عزیز واقرباء کو خون میں لت پت اور عریان زمین پر پڑے دیکھ رہا ہوں۔اور کوئی ان کو دفن کرنے والے نہیں ہیں۔ گویا یہ لوگ دیلم اور خزر کے خاندان والے ہیں۔

زینب (س) نے فرمایا: آپ یہ حالت دیکھ کر آہ وزاری نہ کرنا۔خدا کی قسم، یہ خدا کے ساتھ کیا ہوا وعدہ تھا جسے آپ کے بابا، چچا، بھائی اور دیگر عزیزوں نے پورا کیا۔خدا تعالی اس امت میں سے ایک گروہ پیدا کریگا جنہیں زمانے کے کوئی بھی فرعون نہیں پہچان سکے گا۔لیکن آسمان والوں کے درمیان مشہور اور معروف ہونگے۔ان سے عہد لیا ہوا ہے کہ ان جدا شدہ اعضاء اور خون میں لت پت ٹکڑوں کو جمع کریں گے اور انہیں دفن کریں گے۔وہ لوگ اس

سرزمین پر آپ کے بابا کی قبر کے نشانات بنائیں گے جسے رہتی دنیا تک کوئی نہیں مٹا سکے گا۔سرداران کفر والحاد اس نشانے کو مٹانے کی کوشش کریں گے،لیکن روز بہ روز ان آثار کی شان ومنزلت میں مزید اضافہ ہوتا رہے گا۔شاعر نے یوں کہا:

وقار مریم وحوا! سلام ہو تجھ پر

سلام ثانی زہرا! سلام ہو تجھ پر

گواہ ہے تیری جرئت پہ کربلا کی زمین

امام وقت کو کی تو نے صبر کی تلقین

لٹا کے اپنی کمائی بچا کے دولت دین

بجھا کے شمع تمنا جلا کے شمع یقین۔

1۔مقتل الحسین،ص ۳۰۱۔

2۔بحار،ج ۴۵،ص ۱۸۰۱۷۹۔

دربار ابن زیاد میں امام سجاد (ع) کی حفاظت

قَالَ الْمُفِيدُ فَأُدْخِلَ عِيَالُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمَا عَلَى ابْنِ زِيَادٍ فَدَخَلَتْ زَيْنَبُ أُخْتُ الْحُسَيْنِ ع فِي جُمْلَتِهِمْ مُتَنَكِّرَةً وَ عَلَيْهَا أَرْذَلُ ثِيَابِهَا وَ مَضَتْ حَتَّى جَلَسَتْ نَاحِيَةً وَ حَفَّتْ بِهَا إِمَاؤُهَا فَقَالَ ابْنُ زِيَادٍ مَنْ هَذِهِ الَّتِي انْحَازَتْ فَجَلَسَتْ نَاحِيَةً وَ مَعَهَا نِسَاؤُهَا فَلَمْ تُجِبْهُ زَيْنَبُ فَأَعَادَ الْقَوْلَ ثَانِيَةً وَ ثَالِثَةً يَسْأَلُ عَنْهَا

فَقَالَتْ لَهُ بَعْضُ إِمَائِهَا هَذِهِ زَيْنَبُ بِنْتُ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ ص فَأَقْبَلَ عَلَيْهَا ابْنُ زِيَادٍ وَ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَضَحَكُمْ وَ قَتَلَكُمْ وَ أَكْذَبَ أُحْدُوثَتَكُمْ فَقَالَتْ زَيْنَبُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَكْرَمَنَا بِنَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ ص وَ طَهَّرَنَا مِنَ الرِّجْسِ تَطْهِيراً إِنَّمَا يَفْتَضِحُ الْفَاسِقُ ... ثُمَّ الْتَفَتَ ابْنُ زِيَادٍ إِلَى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ فَقَالَ مَنْ هَذَا فَقِيلَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ فَقَالَ أَ لَيْسَ قَدْ قَتَلَ اللَّهُ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ فَقَالَ عَلِيٌّ قَدْ كَانَ لِي أَخٌ يُسَمَّى عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ قَتَلَهُ النَّاسُ فَقَالَ بَلِ اللَّهُ قَتَلَهُ فَقَالَ عَلِيٌّ اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَ الَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنامِها فَقَالَ ابْنُ زِيَادٍ وَ لَكَ جُرْأَةٌ عَلَى جَوَابِي اذْهَبُوا بِهِ فَاضْرِبُوا عُنُقَهُ فَسَمِعَتْ عَمَّتُهُ زَيْنَبُ فَقَالَتْ يَا ابْنَ زِيَادٍ إِنَّكَ لَمْ تُبْقِ مِنَّا أَحَداً فَإِنْ عَزَمْتَ عَلَى قَتْلِهِ فَاقْتُلْنِي مَعَهُ فَنَظَرَ ابْنُ زِيَادٍ إِلَيْهَا وَ إِلَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ عَجَباً لِلرَّحِمِ وَ اللَّهِ إِنِّي لَأَظُنُّهَا وَدَّتْ أَنِّي قَتَلْتُهَا مَعَهُ دَعُوهُ فَإِنِّي أَرَاهُ لِمَا بِهِ فَقَالَ عَلِيٌّ لِعَمَّتِهِ اسْكُتِي يَا عَمَّةُ حَتَّى أُكَلِّمَهُ ثُمَّ أَقْبَلَ ع فَقَالَ أَ بِالْقَتْلِ تُهَدِّدُنِي يَا ابْنَ زِيَادٍ أَ مَا عَلِمْتَ أَنَّ الْقَتْلَ لَنَا عَادَةٌ وَ كَرَامَتَنَا الشَّهَادَةُ-1-.

جب خاندان نبوت ابن زیاد کی مجلس میں داخل ہوئی ؛ زینب کبری دوسری خواتین کے درمیان میں بیٹھ گئیں ؛تو ابن زیاد نے سوال کیا: کون ہے یہ عورت ، جو دوسری خواتین کے درمیان چھپی ہوئی ہے؟ زینب کبری نے جواب نہیں دیا۔تین بار یہ سوال دہرایا تو کنیزوں نے جواب دیا: اے ابن زیاد! یہ رسول خدا (ص) کی اکلوتی بیٹی فاطمہ زہرا (س) کی بیٹی زینب کبری (س) ہے۔ابن زیاد آپ کی طرف متوجہ ہوکر کہا: اس خدا کا شکر ہے جس نے تمہیں ذلیل وخوار کیا اور تمھارے مردوں کو قتل کیا اور جن چیزوں کا تم دعوی کرتے تھے ؛ جھٹلا یا۔

ابن زیاد کی اس ناپاک عزائم کو زینب کبری (س) نے خاک میں ملاتے ہوئے فرمایا: اس خدا کا شکر ہے جس نے اپنے نبی محمد مصطفیٰ (ص) کے ذریعے ہمیں عزت بخشی۔ اور ہر قسم کے رجس اور ناپاکی سے پاک کیا۔ بیشک فاسق ہی رسوا ہوجائے گا۔

جب ابن زیاد نے علی ابن الحسین (ع) کو دیکھا تو کہا یہ کون ہے؟ کسی نے کہا: یہ علی ابن الحسین (ع) ہے۔ تو اس نے کہا؛ کیا اسے خدا نے قتل نہیں کیا؟ یہ کہہ کر وہ بنی امیہ کا عقیدہ جبر کا پرچار کر کے حاضرین کے ذہنوں کو منحرف کرنا چاہتے تھے اور اپنے جرم کو خدا کے ذمہ لگا کر خود کو بے گناہ ظاہر کرنا چاہتا تھا۔

امام سجاد (ع) جن کے بابا اور پورا خاندان احیاء دین کیلئے مبارزہ کرتے ہوئے بدرجہ شہادت فائز ہوئے تھے اور خود امام نے ان شہداء کے پیغامات کو آنے والے نسلوں تک پہنچانے کی ذمہ داری قبول کی تھی، اس سے مخاطب ہوئے: میرا بھائی علی ابن الحسین (ع) تھا جسے تم لوگوں نے شہید کیا۔

ابن زیاد نے کہا: اسے خدا نے قتل کیا ہے۔

امام سجاد (ع) نے جب اس کی لجاجت اور دشمنی کو دیکھا تو فرمایا:

اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَى إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ-2-

اللہ ہی ہے جو روحوں کو موت کے وقت اپنی طرف بلا لیتا ہے اور جو نہیں مرتے ہیں ان کی روحوں کو بھی نیند کے وقت طلب کر لیتا ہے۔ اور پھر جس کی موت کا فیصلہ کر لیتا ہے، اس کی روح کو روک لیتا ہے۔ اور دوسری روحوں کو ایک مقررہ مدّت کے لئے آزاد کر دیتا ہے۔ اس

بات میں صاحبان فکر ونظر کے لئے بہت سی نشانیاں پائی جاتی ہیں۔

ابن زیاد اس محکم اور منطقی جواب اور استدلال سن کر لا جواب ہوا تو دوسرے ظالموں اور جابروں کی طرح تہدید پر اتر آیا اور کہنے لگا: تو نے کس طرح جرات کی میری باتوں کا جواب دے؟! جلاد کو حکم دیا ان کا سر قلم کرو۔ تو اس وقت زینب کبری (س) نے سید سجاد (ع) کو اپنے آغوش میں لیا اور فرمایا: اے زیاد کے بیٹے! جتنے ہمارے عزیزوں کو جو تم نے شہید کیا ہے کیا کافی نہیں؟! خدا کی قسم میں ان سے جدا نہیں ہونگی۔ اگر تو ان کو شہید کرنا ہی ہے تو پہلے مجھے قتل کرو۔

یہاں ابن زیاد دوراہے پر رہ گیا کہ اس کے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کروں؟ ایک طرف سے کسی ایک خاتون اور بیمار جوان کو قتل کرنا۔ دوسرا یہ کہ زینب کبری (س) کو جواب نہ دے پانا۔ یہ دونوں غیرت عرب کا منافی تھا۔

اس وقت عمرو بن حریث نے کہا: اے امیر! عورت کی بات پر انہیں سزا نہیں دی جاتی، بلکہ ان کی خطاؤں سے چشم پوشی کرنا ہوتا ہے۔ اس وقت ابن زیاد نے زینب کبری (س) سے کہا: خدا نے تمھارے نافرمان اور باغی خاندان کو قتل کر کے میرے دل کو چین اور سکون فراہم کیا۔ اس معلون کی اس طعنے نے زینب کبری (س) کا سخت دل دکھایا اور رلا دیا۔ اس وقت فرمایا: میری جان کی قسم! تو نے میرے بزرگوں کو شہید کیا، اور میری نسل کشی کی، اگر یہی کام تیرے دل کا چین اور سکون کا باعث بنا ہے تو کیا تیرے لئے شفا ملی ہے؟! ابن زیاد نے کہا: یہ ایک ایسی عورت ہے جو قیافہ گوئی اور شاعری کرتی ہے۔ یعنی اپنی باتوں کو شعر کی شکل میں

ایک ہی وزن اور آہنگ میں بیان کرتی ہے۔جس طرح ان کا باپ بھی اپنی شاعری دکھایا کرتا تھا۔

زینب کبری(س) نے کہا: عورت کو شاعری سے کیا سروکار؟! لیکن میرے سینے سے جو بات نکل رہی ہے وہ ہم قیافہ اور ہم وزن ہے-3--۔

آخر میں مجبور ہوا کہ موضوع گفتگو تبدیل کرے اور کہا: بہت عجیب رشتہ داری ہے کہ خدا قسم! میرا گمان ہے کہ زینب چاہتی ہے کہ میں اسے ان کے برادر زادے کے ساتھ قتل کروں؛ انہیں لے جاؤ؛ کیونکہ میں ان کی بیماری کو ان کے قتل کیلئے کافی جانتا ہوں۔

اس وقت امام سجاد(ع) نے فرمایا: اے زیاد کے بیٹے! کیا تو مجھے موت سے ڈراتے ہو؟ کیا تو نہیں جانتا، راہ خدا میں شہید ہونا ہمارا ورثہ اور ہماری کرامت ہے۔

قدم قدم پہ مقاصد کی عظمتوں کا خیال
نفس نفس میں بھتیجے کی زندگی کا سوال
ردا چھنی تو بڑھا اور عصمتوں کا جلال
کھلے جو بال تو نکھرا حسینیت کا جمال
نقیب فتح شہ مشرقین بن کے اٹھی
نہ تھے حسین تو زینب حسین بن کے اٹھی -4-

1۔ بحار، ج ۴۵، ص ۱۱۷، ۱۱۸۔

2۔زمر ۴۲۔

3۔ارشاد۔ترجمہ رسولی محلاتی ج2 ص119

4۔پیام اعظمی؛القلم،ص ۲۷۳۔

۲۔یتیموں کی رکھوالی اور حفاظت

یتیموں کی رکھوالی آپ کی دوسری اہم ذمہ داری تھی کہ جب خیمے جل کر راکھ ہو گئے اور آگ خاموش ہوئی تو زینب کبری (س) بیابان میں بچوں اور بیبیوں کو جمع کرنے لگیں۔ جب دیکھا توامام حسین (ع) کی دو بیٹیوں کو بچوں کے درمیان میں نہیں پایا۔تلاش میں نکلیں تو دیکھا کہ دونوں بغل گیر ہوکر آرام کررہی تھیں ؛ جب نزدیک پہنچیں تو دیکھا کہ دونوں بھوک و پیاس اور خوف وہراس کی وجہ سے رحلت کر چکی تھیں۔-1-

بچوں کی بھوک اور پیاس کا خیال

اسیری کے دوران عمر سعد کی طرف سے آنے والا کھانا بالکل ناکافی تھا جس کی وجہ سے بچوں کو کم پڑتا تھا۔تو آپ اپنا حصہ بھی بچوں میں تقسیم کرتی تھیں اور خود بھوکی رہتی تھیں۔جس کی وجہ سے آپ جسمانی طور پر سخت کمزور ہوگئ تھیں جس کے نتیجے میں آپ کھڑی ہوکر نماز شب نہیں پڑسکتی تھیں۔-2-

فاطمہ صغریٰ کی حفاظت

دربار یزید میں ایک مرد شامی نے جسارت کے ساتھ کہا: حسین کی بیٹی فاطمہ کو ان کی کنیزی میں دے دے۔ فاطمہ نے جب یہ بات سنی تو اپنی پھوپھی سے لپٹ کر کہا: پھوپھی اماں! میں یتیم ہو چکی کیا اسیر بھی ہونا ہے؟!!

فَقَالَتْ عَمَّتِي لِلشَّامِيِّ كَذَبْتَ وَ اللَّهِ وَ لَوْ مِتُّ وَ اللَّهِ مَا ذَلِكَ لَكَ وَ لَا لَهُ فَغَضِبَ يَزِيدُ وَ قَالَ كَذَبْتِ وَ اللَّهِ إِنَّ ذَلِكَ لِي وَ لَوْ شِئْتُ أَنْ أَفْعَلَ لَفَعَلْتُ قَالَتْ كَلَّا وَ اللَّهِ مَا جَعَلَ اللَّهُ لَكَ ذَلِكَ إِلَّا أَنْ تَخْرُجَ مِنْ مِلَّتِنَا وَ تَدِينَ بِغَيْرِهَا فَاسْتَطَارَ يَزِيدُ غَضَباً وَ قَالَ إِيَّايَ تَسْتَقْبِلِينَ بِهَذَا إِنَّمَا خَرَجَ مِنَ الدِّينِ أَبُوكِ وَ أَخُوكِ قَالَتْ زَيْنَبُ بِدِينِ اللَّهِ وَ دِينِ أَبِي وَ دِينِ أَخِي اهْتَدَيْتَ أَنْتَ وَ أَبُوكَ وَ جَدُّكَ إِنْ كُنْتَ مُسْلِماً قَالَ كَذَبْتِ يَا عَدُوَّةَ اللَّهِ قَالَتْ لَهُ أَنْتَ أَمِيرٌ تَشْتِمُ ظَالِماً وَ تَقْهَرُ لِسُلْطَانِكَ فَكَأَنَّهُ اسْتَحْيَا وَ سَكَتَ وَ عَادَ الشَّامِيُّ فَقَالَ هَبْ لِي هَذِهِ الْجَارِيَةَ فَقَالَ لَهُ يَزِيدُ اعْزُبْ وَهَبَ اللَّهُ لَكَ حَتْفاً قَاضِياً فَقَالَ الشَّامِيُّ مَنْ هَذِهِ الْجَارِيَةُ فَقَالَ يَزِيدُ هَذِهِ فَاطِمَةُ بِنْتُ الْحُسَيْنِ وَ تِلْكَ زَيْنَبُ بِنْتُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ الشَّامِيُّ الْحُسَيْنُ ابْنُ فَاطِمَةَ وَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ الشَّامِيُّ لَعَنَكَ اللَّهُ يَا يَزِيدُ تَقْتُلُ عِتْرَةَ نَبِيِّكَ وَ تَسْبِي ذُرِّيَّتَهُ وَ اللَّهِ مَا تَوَهَّمْتُ إِلَّا أَنَّهُمْ سَبْيُ الرُّومِ فَقَالَ يَزِيدُ وَ اللَّهِ لَأُلْحِقَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ أَمَرَ بِهِ فَضُرِبَ عُنُقُهُ-3-۔

زینب کبریٰ (س) نے شہامت اور جرئت کے ساتھ مرد شامی سے مخاطب ہو کر کہا: خدا کی قسم

تو غلط کہہ رہا ہے، تمھاری کیا جرئت کہ تو میری بیٹی کو کنیز بنا سکے؟!!

یزید نے جب یہ بات سنی تو غضبناک ہوا اور کہا: خدا کی قسم یہ غلط کہہ رہی ہے۔ میں اگر چاہوں تو اس بچی کو کنیزی میں دے سکتا ہوں۔

زینب کبری (س) نے کہا: خدا کی قسم تمھیں یہ حق نہیں ہے؛ مگر یہ کہ ہمارے دین سے خارج ہو جائے۔

یہ بات سن کر یزید نے غصے میں آ کر کہا: میرے ساتھ اس طرح بات کرتی ہو جبکہ تیرے بھائی اور باپ دین سے خارج ہو چکے ہیں۔

زینب کبری (س) نے کہا: اگر تو مسلمان ہو اور میرے جد اور بابا کے دین پر باقی ہو تو تو اور تیرے باپ دادا کو میرے باپ دادا کے ذریعے ہدایت ملی تھی۔

یزید نے کہا: تو جھوٹ بولتی ہوا ے دشمن خدا۔

زینب کبری (س) نے فرمایا: تو ایک ظالم انسان ہو اور اپنی ظاہری قدرت اور طاقت کی وجہ سے اپنی بات منوانا چاہتے ہو۔

اس بات سے یزید سخت شرمندہ ہوا اور چپ ہو گیا۔

اس وقت مرد شامی نے یزید سے دوبارہ کہا: اس بچی کو مجھے دو۔

یزید نے اس سے کہا: خاموش ہو جا! خدا تجھے نابود کرے۔

اس شامی نے کہا: آخر یہ بچی کس کی ہے؟!

یزید نے کہا: یہ حسین کی بیٹی ہے۔ اور وہ عورت زینب بنت علی ابن ابیطالب ہے۔

اس مرد شامی نے کہا: حسین!! فاطمہ اور علی (ع) کا بیٹا؟! جب ہاں میں جواب ملا تو کہا: اے یزید! خدا تجھ پر لعنت کرے! پیامبر (ص) کی اولادوں کو قتل کر کے ان کی عترت کو اسیر کر کے لے آئے ہو! خدا کی قسم میں ان کو ملک روم سے لائے ہوئے اسیر سمجھ رہا تھا۔

یزید نے کہا: خدا کی قسم! تجھے بھی ان سے ملحق کروں گا۔ اس وقت اس کا سر تن سے جدا کرنے کا حکم دیا۔

1۔ معالی السبطین فی احوال الحسن والحسین ج ۲ ص ۸۸، ۸۹۔

2۔ مھدی پیشوائی، شام سرزمین خاطرہ ہا، ص ۱۷۵۔

3۔ بحار، ج ۴۵ ص ۱۳۶، ۱۳۷۔

۳۔ انقلاب حسینی کی پیغام رسانی

جیسا کہ پہلے بیان ہوا کہ انقلاب حسینی کے دو باب ہیں: ایک جنگ و جہاد اور شہادت۔ دوسرا ان شہادتوں کا پیغام لوگوں تک پہنچانا۔ اب قیام امام حسین (ع) کے پیغامات طبیعی طور پر مختلف ملکوں تک پہچانے کیلئے کئی سال لگ جاتا؛ جس کی دلیل یہ ہے کہ مدینہ والوں کو اہلبیت F کے وارد ہونے سے پہلے واقعہ کربلا کا پتہ تک نہ تھا۔ اس طرح بنی امیہ کہ تمام وسائل و ذرایع اپنی اختیار میں تھیں۔ سارے ممالک اور سارے عوام کو اپنے غلط پروپیگنڈے کے ذریعے اپنی حقانیت اور امام حسین (ع) کو باغی ثابت کرسکتا تھا۔ اگرچہ انہوں نے اپنی پوری

طاقت استعمال کی کہ اپنی جنایت اور ظلم و بربریت کو چھپائے اور اپنے مخالفین کو بے دین، دنیا پرست، قدرت طلب، فسادی کے طور پر پہچنوایا جائے۔ چنانچہ زیاد نے حجر بن عدی اور ان کے دوستوں کے خلاف جھوٹے گواہ تیار کر کے ان پر کفر کا فتوی جاری کیا۔ اسی طرح ابن زیاد اور یزید نے امام حسین (ع) اور انکے ساتھیوں کے خلاف سوء تبلیغات شروع کر کے امام (ع) کو دین اسلام سے خارج، حکومت اسلامی سے بغاوت اور معاشرے میں فساد پیدا کرنے والے معرفی کرنا چاہا اور قیام حسینی (ع) کو بے رنگ اور کم اہمیت بنانا چاہا۔ لیکن اہلبیت کی اسیری اور زینب کبری (س) کے ایک خطبے نے ان کے سارے مکروہ عزائم کو خاک میں ملا دیا؛ اور پوری دنیا پر واضح کر دیا؛ کہ یزید اور اس کے حمایت کرنے والے راہ ضلالت اور گمراہی پر ہیں۔ اور جو کچھ ادعی کر رہے ہیں وہ سب جھوٹ پر مبنی ہے۔ اور بالکل مختصر دنوں میں ان کے سالہا سال کی کوششوں کو نابود کر دیا۔ اور مام حسین (ع) کی مظلومیت، عدالت خواہی، حق طلبی، دین اسلام کی پاسداری اور ظلم ستیزی کو چند ہی دنوں میں بہت سارے شہروں اور ملکوں پر واضح کر دیا۔ یزید اس عمل کے ذریعے لوگوں کو خوف اور وحشت میں ڈالنا چاہتا تھا تا کہ حکومت کے خلاف کوئی سر اٹھانے کی جرات نہ کر سکے۔ لیکن تھوڑی ہی مدت کے بعد انقلاب حسینی نے مسلمانوں میں ظالم حکومتوں کے خلاف قیام کرنے کی جرات پیدا کی۔ چنانچہ اسیران اہلبیت (ع) شام سے واپسی سے پہلے ہی شامیوں نے یزید اور آل یزید پر لعن طعن کرنا شروع کیا۔ اور خود یزید بھی مجبور ہوا کہ ان کیلئے اپنے شہیدوں پر ماتم اور گریہ کرنے کیلئے گھر خالی کرنا پڑا۔ یہاں سے معلوم ہوتا ہے فاتح کون تھا

اور مغلوب کون؟ کیونکہ جیتے اور ہارنے کا فیصلہ جنگ وجدال کے بعد نتیجہ اور ہدف کو دیکھنا ہوتا ہے۔ظاہر ہے کہ امام حسین (ع) کا ہدف اسلام کو بچانا تھا اور بچ گیا۔اور فاتح وہ ہے جس کی بات منوائی جائے وہ غالب اور جس پر بات کو تحمیل کیا جائے اور اپنے کئے ہوئے اعمال کو کسی دوسرے کے اوپر ڈالے جیسا کہ یزید نے کہا کہ امام حسین (ع) کو میں نے نہیں بلکہ عبید اللہ ابن زیاد نے شہید کیا ہے، وہ مغلوب ہے۔

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع: قَالَ لَمَّا قَدِمَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ وَ قَدْ قُتِلَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ اسْتَقْبَلَهُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ وَ قَالَ يَا عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ مَنْ غَلَبَ وَ هُوَ يُغَطِّي رَأْسَهُ وَ هُوَ فِي الْمَحْمِلِ قَالَ فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَعْلَمَ مَنْ غَلَبَ وَ دَخَلَ وَقْتُ الصَّلَاةِ فَأَذِّنْ ثُمَّ أَقِمْ.

امام صادق (ع) روایت کرتے ہیں کہ امام زین العابدین (ع) نے فرمایا: جب شام سے مدینہ کی طرف روانہ ہو رہے تھے تو ابراہیم بن طلحہ بن عبید اللہ میرے نزدیک آیا اور مذاق کرتے ہوئے کہا: کون جیت گیا؟

امام سجاد (ع) نے فرمایا: اگر جاننا چاہتے ہو کہ کون جیتے ہیں؛ تو نماز کا وقت آنے دو اور اذان واقامت کہنے دو، معلوم ہو جائے گا کہ کون جیتا اور کون ہارا؟ -1-

یزید کا ہدف اسلام کو مٹانا تھا۔اور امام حسین (ع) کا ہدف اسلام کا بچانا تھا۔اور آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ دنیا کے تمام ادیان اور مذاہب پر دین مبین اسلام غالب اور معزز اور ہر دل عزیز نظر آرہا ہے۔خصوصا انقلاب اسلامی کے بعد اسلام حقیقی سے لوگ آشنا اور اس کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔اور یہ سب زینب کبری (س) کی مرہون منت ہے:

شبیر کا پیغام نہ بڑھتا کبھی آگے
کی ہوتی نہ عابد نے اگر راہ نمائی
زینب کے کھلے بالوں نے سایہ کیا حق پر
عابد کے بندھے ہاتھوں نے کی عقد گشائی -2-

1- بحار ج ۴۵ ص ۱۷۷، ح ۲۷-
2- پیام اعظمی، والقلم

مجلس ابن زیاد میں

اگرچہ ایسی شرائط میں کوئی بھی انسان تقریر کرنے پر قادر نہیں ہوتا لیکن یہ زینب بنت علی (س) تھیں جو بدترین شرائط اور موقعیت میں بہترین اور نافذ ترین خطبہ دیا۔ درحقیقت قلم اور بیان اس کی توصیف اور تعریف کرنے سے قاصر ہیں۔ اپنے عزیز ترین افراد کے سوگ میں بیٹھی ہیں۔ کئی رات اور دن گزر گئے تھے کہ استراحت اور آرام نہ کر پائی تھیں، کئی دنوں سے بھوکی و پیاسی تھیں، ان کے علاوہ اہلبیت رسول (ص) کی نگہبانی اور حفاظت جیسی سنگین مسئولیت بھی آپ ہی کے کاندں پر تھی۔ پھر بھی اتنے مصائب و آلام کے پہاڑ ٹوٹ پڑنے

کے باوجود معمولی سی جسمی یا روحی طور پر تبدیلی کے بغیر اس قدر فصیح وبلیغ خطبہ دیا کہ کوفہ والوں کو علی ابن ابی طالب (ع) کا خطبہ یاد آنے لگا۔

از نظر مخاطبین بہت سارے لوگ بنی امیہ کے غلط پروپیگنڈے کی وجہ سے اہلبیت F کو ایک باغی، فسادی اور نا امنیت پھیلانے والا گروہ تصور کرتے تھے اور کوئی بھی ایک اسیر خاتون کی تقریر اور بیان کو سننے کیلئے آمادہ نہ تھے۔اور محیط بھی کسی بھی صورت میں خطاب کیلئے مناسب نہیں تھا۔ایک طرف سے شور وغل اور ہلہلہ اور خوشی اور ڈول باجے کی آواز بلند ہورہی تھی تو دوسری طرف سے آہ وزاری اور گریہ اور اونٹوں کی گردنوں میں لٹکائی ہوئی گنٹیوں کی آواز بلند ہورہی تھی۔اور ادھر سے سپاہیوں کی آوازیں بلند ہورہی تھی۔ایسی صورت میں ان سب کو خاموش کرکے اپنی بات منوانا معجزے سے کم نہیں تھا۔اور یہ معجزہ ثانی زہرا (س) نے کرکے دکھایا۔

قَالَ بَشِيرُ بْنُ خُزَيْمٍ الْأَسَدِيُّ نَظَرْتُ إِلَى زَيْنَبَ بِنْتِ عَلِيٍّ ع يَوْمَئِذٍ وَ لَمْ أَرَ وَ اللَّهِ خَفِرَةً قَطُّ أَنْطَقَ مِنْهَا كَأَنَّمَا تُفَرِّعُ عَنْ لِسَانِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ع وَ قَدْ أَوْمَأَتْ إِلَى النَّاسِ أَنِ اسْكُتُوا فَارْتَدَّتِ الْأَنْفَاسُ وَ سَكَنَتِ الْأَجْرَاسُ ۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے زینب بنت علی کو امیر المؤمنین (ع) کی زبان میں ایسا فصیح وبلیغ خطبہ دیتے ہوئے کبھی نہیں سنا تھا، آپ نے ہاتھ کے ایک اشارے سے سب کو خاموش کیا ہر ایک کی سانسیں سینوں میں رہ گئیں ، اونٹوں کی گردنوں میں لٹکی ہوئی گھنٹیاں بھی خاموش ہوگئی۔پھر خدا کی حمد وثناء اور اس کے پیامبر (ص) پر سلام ودرود پڑھنے کے بعد فرمایا:

يَا أَهْلَ الْكُوفَةِ يَا أَهْلَ الْخَتْلِ وَ الْغَدْرِ أَ تَبْكُونَ فَلَا رَقَأَتِ الدَّمْعَةُ وَ لَا هَدَأَتِ الرَّنَّةُ

إِنَّمَا مَثَلُكُمْ كَمَثَلِ الَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثاً تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَلَا وَ هَلْ فِيكُمْ إِلَّا الصَّلِفُ وَ النَّطِفُ وَ مَلَقُ الْإِمَاءِ وَ غَمْزُ الْأَعْدَاءِ أَوْ كَمَرْعًى عَلَى دِمْنَةٍ أَوْ كَفِضَّةٍ عَلَى مَلْحُودَةٍ أَلَا سَاءَ مَا قَدَّمَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَنْ سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ وَ فِي الْعَذَابِ أَنْتُمْ خَالِدُونَ أَ تَبْكُونَ وَ تَنْتَحِبُونَ إِي وَ اللَّهِ فَابْكُوا كَثِيراً وَ اضْحَكُوا قَلِيلًا فَلَقَدْ ذَهَبْتُمْ بِعَارِهَا وَ شَنَآنِهَا وَ لَنْ تَرْحَضُوهَا بِغَسْلٍ بَعْدَهَا أَبَداً وَ أَنَّى تَرْحَضُونَ قَتْلَ سَلِيلِ خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَ سَيِّدِ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَ مَلَاذِ خِيَرَتِكُمْ وَ مَفْزَعِ نَازِلَتِكُمْ وَ مَنَارِ حُجَّتِكُمْ وَ مَدَرَةِ سُنَّتِكُمْ أَلَا سَاءَ مَا تَزِرُونَ وَ بُعْداً لَكُمْ وَ سُحْقاً فَلَقَدْ خَابَ السَّعْيُ وَ تَبَّتِ الْأَيْدِي وَ خَسِرَتِ الصَّفْقَةُ وَ بُؤْتُمْ بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ وَ ضُرِبَتْ عَلَيْكُمُ الذِّلَّةُ وَ الْمَسْكَنَةُ وَيْلَكُمْ يَا أَهْلَ الْكُوفَةِ أَيَّ كَبِدٍ لِرَسُولِ اللَّهِ فَرَيْتُمْ وَ أَيَّ كَرِيمَةٍ لَهُ أَبْرَزْتُمْ وَ أَيَّ دَمٍ لَهُ سَفَكْتُمْ وَ أَيَّ حُرْمَةٍ لَهُ انْتَهَكْتُمْ لَقَدْ جِئْتُمْ بِهِمْ صَلْعَاءَ عَنْقَاءَ سَوَّاءَ فَقْمَاءَ وَ فِي بَعْضِهَا خَرْقَاءَ شَوْهَاءَ كَطِلَاعِ الْأَرْضِ وَ مُلَاءِ السَّمَاءِ أَ فَعَجِبْتُمْ أَنْ قَطَرَتِ السَّمَاءُ دَماً وَ لَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَخْزَى وَ أَنْتُمْ لَا تُنْصَرُونَ فَلَا يَسْتَخِفَّنَّكُمُ الْمَهَلُ فَإِنَّهُ لَا تَحْفِزُهُ الْبِدَارُ وَ لَا يُخَافُ فَوْتُ الثَّأْرِ وَ إِنَّ رَبَّكُمْ لَبِالْمِرْصَادِ-1-

اے کوفہ والو! اے دغل بازو، اے مکار اور خیانت کار لوگو! کیا تم روتے ہو؟ کبھی تمھاری آنکھیں خشک نہ ہوں اور غم و اندوہ تم سے دور نہ ہوں حقیقت میں تمھاری مثال اس عورت کی مثال ہے جو اون یا کاٹن سے دھاگہ کاتنے کے بعد پھر اس دھاگے کو کھول دیتی ہے۔ تم بھی اسی طرح عہد و پیمان باندھنے کے بعد پھر عہد شکنی کرتے ہو۔

تمھارے پاس سوائے فریب دینے، جھوٹ بولنے اور دشمنی کرنے، کنیزوں کی طرح چاپلوسی

کرنے اور دشمنوں کے لئے سخن چینی کرنے کے سوا ہے ہی کیا؟!

بالآخر زینب کبری (س) کوفہ والوں سے سخت لہجے میں مخاطب ہوئیں، کیونکہ یہاں بات اب سمجھانے کی نہیں تھی۔ یہ سب جانتے تھے کہ حسین اور اصحاب حسین (ع) ناحق مارے گئے ہیں۔ اہلبیت (ع) کی عظمت کو بھی جانتے تھے، زینب کبری (س) کی عظمت کو بھی جانتے تھے۔ کیونکہ چار سال تک کوفے کی خواتین کو درس تفسیر دیتی رہی تھی۔ لہذا تند لہجے میں فرمایا: تم لوگوں نے اپنے لئے بدترین زادراہ تیار کئے ہیں؛ خدا کا غضب اور ہمیشہ رہنے والا عذاب اپنے لئے تیار کئے ہیں۔ کی تم لوگ میرے بھائی کیلئے روتے ہو؟ واقعاً تم لوگ رونے کے قابل ہیں؛ خوب رولیں اور کم ہنسا کریں۔ ننگ و عار ہو تم پر، جسے تم کبھی دھو نہیں سکتے؛ کہ تم نے خاتم الانبیا (ص)، معدن رسالت کے بیٹے اور جوانان بہشت کے سردار کو شہید کئے ہیں۔ جو میدان جنگ میں تمھارے ساتھ تھے اور صلح کے موقع پر تمھارے لئے باعث آرام وسکون، تمھارے زخموں کیلئے مرہم، اور سختیوں کے موقع پر ملجاء و ماوا اور مرجع تھے، جو تم نے اپنے لئے آگے بھیجے ہیں وہ آخرت کیلئے بہت برا توشہ ہے۔ نابود ہو تم، سرنگون ہو تم! جس چیز کیلئے تم نے تلاش کی تھی وہ تمھارے ہاتھ نہیں آئے گی، تمھارے ہاتھ کٹ گئے اور معاملے میں نقصان اٹھائے اور غضب الہی کو اپنے لئے خرید لئے، اور ذلت وخواری تمھاری تقدیر میں حتمی ہوگئی۔

کیا تم جانتے ہو کہ رسول خدا (ص) کے کس جگر گوشے کو شکافتہ کیا؟ اور کس پردے کو چاک کیا؟ اور کس کی بے حرمتی کی؟! اور کس کا خون بہائے ہو؟! تم نے ایسا کام کئے ہیں کہ قریب تھا

آسمان ٹوٹ پڑے اور زمین شگافتہ ہوجائے اور پہاڑیں ریزہ ریزہ ہوجائیں؟! مصیبت اتنی شدید ہے کہ جس سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں اور زمین اور آسمان و مافیہا سے بھی بڑھ کر ہے ۔خدا کا عذاب جہنم کیلئے آمادہ ہوجاؤ، کوئی تمہیں اس عذاب سے چھڑانے والا موجود نہیں ۔ ۔۔اس کے بعد یہ اشعار پڑھیں:

کیا جواب دوگے جب پیامبر اکرم (ص) تم سے قیامت کے دن سوال کرے کہ یا تم نے کیا کئے ہیں؟! تم تو میری آخری امت تھی! میری اولادوں میں سے بعض اسیر ہیں اور بعض خون میں لت پت! کیا تمھارے لئے میری دلسوزی کا یہی صلہ تھا کہ جو تم نے میرے بعد میری اولادوں کے ساتھ روا رکھے؟ میں ڈرتا ہوں اس عذاب سے جو تم پر نازل ہونے والا ہے، جس طرح قوم ارم پر نازل ہوا؟ اس کے بعد ان سے منہ موڑ لیں۔

حزیم کہتا ہے:

قَالَ فَوَ اللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّاسَ يَوْمَئِذٍ حَيَارَى يَبْكُونَ وَ قَدْ وَضَعُوا أَيْدِيَهُمْ فِي أَفْوَاهِهِمْ

کہ زینب کبریٰ (س) کے خطبے نے سب کوفہ والوں کو رلایا۔ وہ لوگ ندامت اور پشیمانی کے عالم میں انگشت بہ دندان ہو گئے تھے،

وَ رَأَيْتُ شَيْخاً وَاقِفاً إِلَى جَنْبِي يَبْكِي حَتَّى اخْضَلَّتْ لِحْيَتُهُ وَ هُوَ يَقُولُ بِأَبِي أَنْتُمْ وَ أُمِّي كُهُولُكُمْ خَيْرُ الْكُهُولِ وَ شَبَابُكُمْ خَيْرُ الشَّبَابِ وَ نِسَاؤُكُمْ خَيْرُ النِّسَاءِ وَ نَسْلُكُمْ خَيْرُ نَسْلٍ لَا يُخْزَى وَ لَا يُبْزَى۔ -2-

اس وقت میرے قریب ایک بوڑھا شخص بیٹھا تھا، شدید گریہ کرتے ہوئے آہستہ کہہ رہا

تھا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ کے بزرگان افضل ترین ہستیاں ہیں، آپ کے جوانان بہترین جوانان عالم اور آپ کی خواتین بہترین خواتین عالم ہیں، آپ کی اولاد بہترین اولاد ہیں، آپ لوگ کبھی رسوا اور خوار اور مغلوب نہیں ہونگے۔

اس کے بعد امام زین العابدین (ع) نے فرمایا: پھوپھی جان! اب آپ خاموش ہوجائیں، جو زندہ ہیں وہ گذشتگان سے عبرت حاصل کریں گے۔ اور آپ بحمداللہ عالمہ غیر معلمہ اور عاقلہ بنی ہاشم ہیں؛ رونے سے شہداء واپس نہیں آئیں گے، اس کے بعد آپ خاموش ہوگئیں پھر سواری سے نیچے اتر آئیں اور خیمے میں تشریف لے گئیں-3--

ہر سانس سے شبیر کا پیغام ہے جاری
ہر گام پہ اسلام کی ہے جلوہ نمائی
خون شہ مظلوم کی ہر وقت حفاظت
بازاروں سے جاتے ہوئے وہ خطبہ سرائی

1۔بحار، ج ۴۵،ص ۱۰۸، ۱۱۰۔

2۔بحار، ج ۴۵،ص ۱۰۸، ۱۶۲۔۱۶۵۔

3۔احتجاج، ترجمہ جعفری، ج2،ص:111-108

مجلس یزید میں

جب اہلبیت (ع) دربار یزید میں وارد ہوئے تو یزید اپنے کو فاتح اور مظلوم کربلا (ع) کو مغلوب تصور کر رہا تھا۔ اس کی نظر میں امام حسین (ع) کو شکست ہوگئی تھی۔ اسی لئے اپنی حکومت کے کارندوں اور غیر ملکی سفیروں کے سامنے جشن منانے کیلئے حکم دیا کہ اہلبیت (ع) کو دربار میں بلایا جائے۔ اہلبیت (ع) میں سے جو بھی امام حسین (ع) اور ان کے اصحاب باوفا کے سر اقدس کو دیکھتے تھے تو آہ وفریاد کرتے تھے اور جب زینب کبری (س) نے اپنے بھائی کا سر دیکھا تو حزین اور غم انگیز آواز میں اپنے بھائی سے یوں مخاطب ہوا: اے حسین! اے محبوب رسول خدا! اے فرزند مکہ ومنی! اے فرزند فاطمہ زہرا سیدۃ النساء العالمین! اے بنت رسول کے پیارے

!فَأَبْكَتْ كُلَّ مَنْ سَمِعَهَا ثُمَّ دَعَا يَزِيدُ عَلَيْهِ اللَّعْنَةُ بِقَضِيبِ خَيْزُرَانٍ فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِهِ ثَنَايَا الْحُسَيْنِ ع

زینب کبری کی نوحہ سرائی نے پورے اہل مجلس کورلایا۔ یزید اب تک خاموش تھا۔ اور جب احساس حقارت اور بد نامی کی تو لوگوں کی توجہ ہٹانے کیلئے چوب خیزران سے سید الشہداء (ع) کے لب اور دندان مبارک کی بے حرمتی کرنا اور یہ اشعار پڑھنا شروع کیا:

لَيْتَ أَشْيَاخِي بِبَدْرٍ شَهِدُوا
جَزِعَ الْخَزْرَجُ مِنْ وَقْعِ الْأَسَلِ

لَأَهَلُّوا وَ اسْتَهَلُّوا فَرَحاً
ثُمَّ قَالُوا يَا يَزِيدُ لَا تُشَلَ

قَدْ قَتَلْنَا الْقَوْمَ مِنْ سَادَاتِهِمْ
وَ عَدَلْنَاهُ بِبَدْرٍ فَاعْتَدَلَ

لَعِبَتْ هَاشِمٌ بِالْمُلْكِ فَلَا
خَبَرٌ جَاءَ وَلَا وَحْيٌ نَزَلَ

لَسْتُ مِنْ خِنْدِفَ إِنْ لَمْ أَنْتَقِمْ
مِنْ بَنِي أَحْمَدَ مَا كَانَ فَعَلَ

لعبت بنو هاشم بالملك فلا
خبر جاء ولا وحی نزل-1-

اے کاش! جنگ بدر میں مارے جانے والے میرے آباء واجداد، زندہ ہوتے اور خزرج کے نالہ وفریاد اور نیزے کے درد کے گواہ ہوتے پس اٹھو اور رقص کرنے لگو اور کہو: اے یزید تیرے ہاتھ شل نہ ہو۔ ان کے سرداروں اور ارباب کو ہم نے شہید کئے ہیں اور بدر والوں کا

انتقام لے لئے ہیں ۔ بنی ہاشم نے حکومت کرنے کیلئے ایک کھیل کھیلا ہے ورنہ نہ کوئی خبر آئی ہے نہ کوئی وحی آئی ہے اور نہ کوئی رسول آیا ہے اور نہ کوئی قرآن نازل ہوا ہے۔ میں خندف کا بیٹا نہ ہونگا اگر اولا داحمد سے انتقام نہ لوں -2-۔

فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ أَبُو بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيُّ وَ قَالَ وَيْحَكَ يَا يَزِيدُ أَ تَنْكُتُ بِقَضِيبِكَ ثَغْرَ الْحُسَيْنِ ع ابْنِ فَاطِمَةَ ص أَشْهَدُ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ص يَرْشُفُ ثَنَايَاهُ وَ ثَنَايَا أَخِيهِ الْحَسَنِ ع وَ يَقُولُ أَنْتُمَا سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَقَتَلَ اللَّهُ قَاتِلَكُمَا وَ لَعَنَهُ وَ أَعَدَّ لَهُ جَهَنَّمَ وَ سَاءَتْ مَصِيراً -3-۔

یزید کی اس بے ادبی کو دیکھ کر ابو برزۃ الاسلمی اس کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: افسوس ہو تجھ پر اے یزید! کیا تو فرزند زہرا حسین (ع) کے لبوں اور دندان مبارک کی بے حرمتی کرتے ہو؟ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اپنے پیارے رسول (ص) کو جو حسن اور حسین (ع) کے لبوں اور دانتوں کا بوسہ دیتے ہوئے فرمارہے تھے: تم دونوں جوانان بہشت کے سردار ہو۔ خدا تمہارے قاتلوں کو ہلاک کرے اور خدا کی لعنت ہو اور ان کیلئے عذاب جہنم تیار کیا ہوا ہے اور وہ کتنا برا ٹھکانا ہے۔

یزید جب یہ بکواس کر چکا تو اس نے شمر سے کہا کہ ان قیدیون کا تعارف کراؤ۔ شمر نے کہا یہ جوان علی ابن الحسین (ع) ہے۔ چونکہ کربلا میں بیمار تھا، اس لئے یہ قتل ہونے سے بچ گیا، یہ بی بی جو کنیزوں کے حلقہ میں ہے، رسول خدا (ص) کی نواسی اور علی وفاطمہ (س) کی بڑی بیٹی زینب ہے ۔ اس کے ساتھ اس کی بہن ام کلثوم (س) ہے، اس طرح تمام بیبیوں کا تعارف کرایا گیا۔ یزید نے امام زین العابدین (ع) کی طرف متوجہ ہو کر کہا: تمہارے باپ

نے مجھ سے بغاوت کی، میری اطاعت سے منہ موڑا۔ دیکھا خدا نے تم لوگوں کو کیسا ذلیل و خوار کیا؟ اس کے بعد اس نے یہ آیت پڑھی: قُلِ اللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ -4- پیغمبر آپ کہئے کہ خدایا تو صاحب اقتدار ہے جس کو چاہتا ہے اقتدار دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے سلب کر لیتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے عزّت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے۔ سارا خیر تیرے ہاتھ میں ہے اور تو ہی ہر شے پر قادر ہے۔

یعنی اسی کو دیتا ہے جس کو اس کا اہل سمجھتا ہے۔ تم کو اہل نہ سمجھا، لہذا اس لئے تمہاری چند روزہ حکومت کو ختم کر دیا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے تم لوگوں کو اس بغاوت کی سزا دی۔ امام (ع) نے فرمایا: اے یزید! آگاہ ہو کہ خدا کے خاص بندے کبھی ذلیل نہیں ہوتے۔ اپنی اس چند روزہ حکومت پر مغرور نہ ہو، بہت جلد وقت آنے والا ہے کہ تیرا معاملہ خدا کے سامنے پیش ہوگا۔ تجھے شرم نہیں آتی کہ جس نبی کا تو کلمہ پڑھتا ہے، اسی کی اولاد کو قتل کرواتا اور اسی کی ناموس کو بازاروں میں تشہیر کرواتا اور درباروں میں ذلت کے ساتھ بلاتا ہے؟ میرے مظلوم بابا نے جو کچھ کیا، حق بجانب تھا۔ وہ یقیناً حق پر تھے اور تو یقیناً باطل پر ہے۔ تجھ جیسا فاسق و فاجر ہرگز اس قابل نہیں ہوسکتا کہ خدا تجھے ملک و دولت کا وارث بنائے، تو غاصب حقوق آل محمد (ص) ہے۔ بھرے دربار میں جب امام زین العابدین (ع) نے اس طرح تقریر کی تو یزید کو غصہ آیا اور حکم دیا کہ اس کو قتل کر دو۔ جب تلوار لے کر جلاد آگے بڑھا تو جناب زینب (س) روتی ہوئی بھتیجے سے لپٹ گئیں اور فرمانے لگیں: او ظالم! کیا تجھے ہمارا تمام گھر برباد کر کے، ہمارے

جوانوں، بوڑھوں اور بچوں تک کو قتل کروا کے بھی چین نہیں آیا؟ اب اس بیمار کے سوا ہمارا والی اور وارث نہیں۔ تو اب اس کو بھی قتل کروا دے گا۔ یزید نے حکم دیا کہ اس بی بی کو بھی قتل کر دو۔ یہ سنتے ہی دربار میں ہلچل مچ گئی اور ہر طرف سے آواز آئی: اگر عورت کو قتل کیا گیا تو دربار میں خون کی ندیاں بہہ جائیں گی۔ عورت کا قتل کرنا کسی مذہب میں بھی جائز نہیں۔ یزید یہ حال دیکھ کر خائف ہوا اور اپنے حکم کو واپس لے لیا۔

اب اس نے کہا: میں زینب بنت علی (ع) سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ ان سب کنیزوں کو ان کے سامنے سے ہٹا دو۔ شمر تازیانہ لیکر بڑھا اور ایک ایک کو ہٹانے لگا۔ باقی سب تو ہٹ گئیں مگر جناب فضہ اپنی جگہ سے نہ ہٹیں۔ شمر نے تازیانہ اٹھایا کہ اس سے جناب فضہ کو مارے۔ یزید کی پشت پر جو حبشی غلام برہنہ تلواریں لئے کھڑے تھے، جناب فضہ ان سے مخاطب ہو کر فرمانے لگیں: اے میری قوم کے جوانو! تمہاری غیرت کہاں گئی، قومی حمیت کو کیا ہوا کہ شمر تمہاری قوم کی ایک بیکس عورت کو مارنا چاہتا ہے؟ یہ بات سنتے ہی وہ سب حبشی پس پشت سے ہٹ کر یزید کے سامنے آ گئے اور کہنے لگے: شمر سے کہہ دے کہ اس ضعیفہ کو ہاتھ نہ لگائے، یہ ہماری قوم کی عورت ہے ورنہ ابھی دربار میں خون کی ندیاں بہنے لگیں گی۔ یزید نے شمر کو روکا۔ اس وقت جناب زینب (س) سے برداشت نہ ہو سکا۔ کربلا کی طرف رخ کر کے فرمایا: اے میرے بھیا! فضہ کو بچانے کیلئے کتنے جوان تلواریں لے کر یزید کے سامنے آ گئے، مگر آہ! تمہاری دکھیا بہن کی حمایت کرنے والا کوئی اس دربار میں نہیں ہے۔ جناب زینب (س) کی اس فریاد سے اہل دربار کے دل دکھنے لگے۔ بہت سے تو منہ پر رومال رکھ کر رونے لگے۔

-5-

حاضرین مجلس معاویہ کی ۲۳ سالہ سوء تبلیغ کی وجہ سے حقایق سے بالکل بے خبر تھے۔ ان اسرا کو باغی اور فسادی تصور کرتے تھے۔ ان کو اس خواب غفلت سے بیدار کرنا ضروری تھا۔اور یہ شریکۃ الحسین (س) کی ذمہ داری تھی۔کیونکہ بیدارگری کی ذمہ داری امام حسین (ع) نے آپ کے کندوں پر ڈالا تھا۔کیونکہ اگر حضرت سجاد (ع) یزید سے اس طرح مخاطب ہوتے تو ممکن تھا کہ وہ نشے میں آ کر امام چھارم کو شہید کرتا۔اور زینب (س) کی یہ گفتگو باعث بنی جس مقصد کیلئے اس مجلس کو یزید نے تشکیل دی تھی بالکل اس کے برعکس اختتام پذیر ہوا۔ یزید اور یزیدی سب رسوا اور ذلیل ہوگئے -6-۔

1۔اللہوف علی قتلی الطفوف،ص181۔

2۔غم نامہ کربلا،ص:198۔

3۔اللہوف علی قتلی الطفوف،ص:180۔

4۔آلعمران ۲۶۔

5۔سید ظفر حسن،امرہوی؛روایات عزا،ص۵۷۶۔

6۔ہماں،ج ۴۵،ص ۱۳۳۔

مجلس یزید میں زینب کبری (س) کا خطبہ

قَالَ الرَّاوِی: فَقَامَتْ زَیْنَبُ بِنْتُ عَلِیِّ بْنِ أَبِی طَالِبٍ ع فَقَالَتِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِینَ وَ صَلَّى اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ وَ آلِهِ أَجْمَعِینَ صَدَقَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ کَذَلِکَ یَقُولُ ثُمَّ کانَ عاقِبَةَ الَّذِینَ أَساؤُا السُّواى أَنْ کَذَّبُوا بِآیاتِ اللَّهِ وَ کانُوا بِها یَسْتَهْزِؤُنَ أَ ظَنَنْتَ یَا یَزِیدُ حَیْثُ أَخَذْتَ عَلَیْنَا أَقْطَارَ الْأَرْضِ وَ آفَاقَ السَّمَاءِ فَأَصْبَحْنَا نُسَاقُ کَمَا تُسَاقُ الْأُسَرَاءُ أَنَّ بِنَا هَوَاناً عَلَیْهِ وَ بِکَ عَلَیْهِ کَرَامَةً وَ أَنَّ ذَلِکَ لِعِظَمِ خَطَرِکَ عِنْدَهُ فَشَمَخْتَ بِأَنْفِکَ وَ نَظَرْتَ فِی عِطْفِکَ جَذْلَانَ مَسْرُوراً حَیْثُ رَأَیْتَ الدُّنْیَا لَکَ مُسْتَوْثِقَةً وَ الْأُمُورَ مُتَّسِقَةً وَ حِینَ صَفَا لَکَ مُلْکُنَا وَ سُلْطَانُنَا فَمَهْلًا مَهْلًا أَ نَسِیتَ قَوْلَ اللَّهِ تَعَالَى وَ لا یَحْسَبَنَّ الَّذِینَ کَفَرُوا أَنَّما نُمْلِی لَهُمْ خَیْرٌ لِأَنْفُسِهِمْ إِنَّما نُمْلِی لَهُمْ لِیَزْدادُوا إِثْماً وَ لَهُمْ عَذابٌ مُهِینٌ أَ مِنَ الْعَدْلِ یَا ابْنَ الطُّلَقَاءِ تَخْدِیرُکَ حَرَائِرَکَ وَ إِمَاءَکَ وَ سَوْقُکَ بَنَاتِ رَسُولِ اللَّهِ ص سَبَایَا قَدْ هَتَکْتَ سُتُورَهُنَّ وَ أَبْدَیْتَ وُجُوهَهُنَّ تَحْدُو بِهِنَّ الْأَعْدَاءُ مِنْ بَلَدٍ إِلَى بَلَدٍ وَ یَسْتَشْرِفُهُنَّ أَهْلُ الْمَنَاهِلِ وَ الْمَنَاقِلِ وَ یَتَصَفَّحُ وُجُوهَهُنَّ الْقَرِیبُ وَ الْبَعِیدُ وَ الدَّنِیُّ وَ الشَّرِیفُ لَیْسَ مَعَهُنَّ مِنْ رِجَالِهِنَّ وَلِیٌّ وَ لَا مِنْ حُمَاتِهِنَّ حَمِیٌّ وَ کَیْفَ یُرْتَجَى مُرَاقَبَةُ مَنْ لَفَظَ فُوهُ أَکْبَادَ الْأَزْکِیَاءِ وَ نَبَتَ لَحْمُهُ مِنْ دِمَاءِ الشُّهَدَاءِ وَ کَیْفَ یَسْتَبْطِئُ فِی بُغْضِنَا أَهْلَ الْبَیْتِ مَنْ نَظَرَ إِلَیْنَا بِالشَّنَفِ وَ الشَّنَئَانِ وَ الْإِحَنِ وَ الْأَضْغَانِ ثُمَّ تَقُولُ غَیْرَ مُتَأَثِّمٍ وَ لَا مُسْتَعْظِمٍ-

لَأَهَلُّوا وَ اسْتَهَلُّوا فَرَحاً
ثُمَّ قَالُوا يَا يَزِيدُ لَا تُشَلَ

مُنْتَحِياً عَلَى ثَنَايَا أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ سَيِّدِ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ تَنْكُتُهَا بِمِخْصَرَتِكَ وَ كَيْفَ لَا تَقُولُ ذَلِكَ وَ قَدْ نَكَأْتَ الْقَرْحَةَ وَ اسْتَأْصَلْتَ الشَّافَةَ بِإِرَاقَتِكَ دِمَاءَ ذُرِّيَّةِ مُحَمَّدٍ ص وَ نُجُومِ الْأَرْضِ مِنْ آلِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَ تَهْتِفُ بِأَشْيَاخِكَ زَعَمْتَ أَنَّكَ تُنَادِيهِمْ فَلَتَرِدَنَّ وَشِيكاً مَوْرِدَهُمْ وَ لَتَوَدَّنَّ أَنَّكَ شَلَلْتَ وَ بَكِمْتَ وَ لَمْ تَكُنْ قُلْتَ مَا قُلْتَ وَ فَعَلْتَ مَا فَعَلْتَ اللَّهُمَّ خُذْ لَنَا بِحَقِّنَا وَ انْتَقِمْ مِنْ ظَالِمِنَا وَ أَحْلِلْ غَضَبَكَ بِمَنْ سَفَكَ دِمَاءَنَا وَ قَتَلَ حُمَاتَنَا فَوَ اللّٰهِ مَا فَرَيْتَ إِلَّا جِلْدَكَ وَ لَا حَزَزْتَ إِلَّا لَحْمَكَ وَ لَتَرِدَنَّ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ص بِمَا تَحَمَّلْتَ مِنْ سَفْكِ دِمَاءِ ذُرِّيَّتِهِ وَ انْتَهَكْتَ مِنْ حُرْمَتِهِ فِي عِتْرَتِهِ وَ لُحْمَتِهِ حَيْثُ يَجْمَعُ اللّٰهُ شَمْلَهُمْ وَ يَلُمُّ شَعَثَهُمْ وَ يَأْخُذُ بِحَقِّهِمْ وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتاً بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ وَ حَسْبُكَ بِاللّٰهِ حَاكِماً وَ بِمُحَمَّدٍ ص خَصِيماً وَ بِجَبْرَئِيلَ ظَهِيراً وَ سَيَعْلَمُ مَنْ سَوَّلَ لَكَ وَ مَكَّنَكَ مِنْ رِقَابِ الْمُسْلِمِينَ بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا وَ أَيُّكُمْ شَرٌّ مَكَاناً وَ أَضْعَفُ جُنْداً وَ لَئِنْ جَرَّتْ عَلَيَّ الدَّوَاهِي مُخَاطَبَتَكَ إِنِّي لَأَسْتَصْغِرُ قَدْرَكَ وَ أَسْتَعْظِمُ تَقْرِيعَكَ وَ أَسْتَكْثِرُ تَوْبِيخَكَ لَكِنَّ الْعُيُونَ عَبْرَى وَ الصُّدُورَ حَرَّى أَلَا فَالْعَجَبُ كُلُّ الْعَجَبِ لِقَتْلِ حِزْبِ اللّٰهِ النُّجَبَاءِ بِحِزْبِ الشَّيْطَانِ الطُّلَقَاءِ فَهَذِهِ الْأَيْدِي تَنْطِفُ مِنْ دِمَائِنَا وَ الْأَفْوَاهُ تَتَحَلَّبُ مِنْ لُحُومِنَا- وَ تِلْكَ الْجُثَثُ الطَّوَاهِرُ الزَّوَاكِي تَنْتَابُهَا الْعَوَاسِلُ وَ تُعَفِّرُهَا أُمَّهَاتُ الْفَرَاعِلِ وَ لَئِنِ اتَّخَذْتَنَا مَغْنَماً لَتَجِدَنَّا وَشِيكاً مَغْرَماً حِينَ لَا تَجِدُ إِلَّا مَا قَدَّمَتْ يَدَاكَ وَ مَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ فَإِلَى اللّٰهِ الْمُشْتَكَى وَ عَلَيْهِ الْمُعَوَّلُ فَكِدْ

كَيْدَكَ وَ اسْعَ سَعْيَكَ وَ نَاصِبْ جُهْدَكَ فَوَ اللهِ لَا تَمْحُو ذِكْرَنَا وَ لَا تُمِيتُ وَحْيَنَا وَ لَا تُدْرِكُ أَمَدَنَا وَ لَا تَرْحَضُ عَنْكَ عَارَهَا وَ هَلْ رَأْيُكَ إِلَّا فَنَدٌ وَ أَيَّامُكَ إِلَّا عَدَدٌ وَ جَمْعُكَ إِلَّا بَدَدٌ يَوْمَ يُنَادِي الْمُنَادِي أَلَا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الظَّالِمِينَ فَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ--1-

راوی کہتا ہے کہ علی کی بیٹی اپنی جگہ سے اٹھیں اور یوں خطبہ شروع کیا: اَلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعالَمِینَ، وصلّی اللّہ علی محمّد وآلہ أجمعین، صدق اللّہ کذلک یقول: ثُمَّ کانَ عاقِبَۃَ الَّذِینَ أَساؤُ االسُّوای أَنْ کَذَّبُوابِآیاتِ اللّہِ وَکانُوابِہایَسْتَہْزِؤُنَ-2--

خدا کی حمد وثناء اور محمد اور اس کے آل پر سلام ودرود بھیجنے کے بعد اس آیت کی تلاوت فرمائی: اس کے بعد برائی کرنے والوں کا انجام برا ہوا کہ انھوں نے خدا کی نشانیوں کو جھٹلا دیا اور برابر ان کا مذاق اڑاتے رہے۔

اے یزید کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ زمین اور آسمان میں ہم پر راستہ بند اور تنگ کیا؟ اور ہمیں کنیزوں کی طرح نکال دینا ہماری ذلت وخواری اور تمھاری کرامت اور عزت اور سربلندی کا باعث ہے؟! یہ تمھاری بھول ہے۔ اور دنیا کو اپنے لئے مرتب اور امور کو منظم دیکھتے ہو، اور ہماری حکومت اور سلطنت کو اپنے لئے باعث آرام وسکون تصور کرتے ہو؟ کیا تو نے خدا کے کلام کو بلا دیا؟ جس میں فرمایا:

وَلا یَحْسَبَنَّ الَّذِینَ کَفَرُوا أَنَّما نُمْلِی لَہُمْ خَیْرٌ لِأَنْفُسِہِمْ إِنَّما نُمْلِی لَہُمْ لِیَزْدادُوا إِثْماً وَ لَہُمْ عَذابٌ مُہِینٌ-3-

اور خبردار! یہ کفّار یہ نہ سمجھیں کہ ہم جس قدر راحت وآرام دے رہے ہیں وہ ان کے حق میں

کوئی بھلائی ہے۔ ہم تو صرف اس لئے دے رہے ہیں کہ جتنا گناہ کر سکیں کر لیں ورنہ ان کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔

اے آزاد شدہ عورت کے بیٹے ! کیا یہ انصاف ہے کہ تیری عورتیں اور کنیزیں پردہ نشین ہوں اور رسول خدا (ص) کی بیٹیاں اسیر ؟!! کہ جن کی چادروں کو سروں سے چھین لئے اور چہروں کو عیاں کر دئے اور ان کو دشمنوں کی طرح شہر شہر پھرائے گئے۔ اور ناموس رسول (ص) کے چہروں کو شریف اور ذلیل لوگوں کو دکھائے گئے، جبکہ ان کے مردوں میں سے کوئی ان کا حامی اور سر پرست نہ موجود نہ رہے؟!

اور کیسے اس جگر خوار عورت کے بیٹوں سے یہ توقع رکھ سکتے ہیں جس نے نیک اور صالح افراد کے جگر چبائی ہو اور شہداء کے خون سے اس کا گوشت و پوست پرورش پایا ہو؟!

اور جو اہل بیت (ع) کی دشمنی پر تلے ہوئے ہو اور ہمیں دشمنی اور حسد اور کینہ کی نگاہوں سے دیکھتے ہو؟ پھر بھی ذرہ برابر احساس گناہ کئے بغیر کہتے ہو: اے کاش میرے اجداد زندہ ہوتے اور خوشیاں مناتے اور مجھ سے کہتے: اے یزید تیرا شکریہ؛ جبکہ تو ابی عبداللہ (ع) کے دندان مبارک کی بے حرمتی کر رہا ہے؟! ایسا کیوں کہتے ہو، جبکہ تو نے محمد (ص) کے ذریہ پاک جو عبدالمطلب کے آل اور روی زمین کے ستارے تھے؛ کا خون بہا کر ہمارے زخم دل کو تازہ کیا ہے۔ اور تم اپنے اجداد کو آواز دے رہے ہو اور یہ گمان کرتے ہو کہ تیری آواز ان تک پہنچ رہی ہے، لیکن بہت جلد تو ان سے ملحق ہوگا، اس وقت تم یہ تمنا کریگا اے کاش تیرا ہاتھ شل ہوتا اور زبان لال۔ اور ایسی بات اور ایسا کام نہ کرتا!

خدایا تو ہی ہمارا حق دلا دے اور ان لوگوں سے جنہوں نے ہم پر ظلم کئے ہیں ان سے انتقام لے لے۔ اور جنہوں نے ہمارے عزیزوں کا خون بہائے ہیں اور انہیں شہید کئے ہیں، ان پر اپنا غضب نازل کر۔

اے یزید! خدا کی قسم تو نے خاندان رسول خدا (ص) کا خون بہا کر اور عترت رسول (ص) کی ہتک حرمت کر کے خود اپنا کھال اتارا ہے اور اپنا ہی گوشت کاٹا ہے۔ اس حالت میں جب قیامت کے دن سب لوگوں کو اکھٹے کئے جائیں گے، اور ان کا حق خداوند واپس لے گا۔ جیسا کہ خداوند ارشاد فرما رہا ہے:

وَلا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ۔ -4-

تمھارے لئے یہی کافی ہے کہ خداوند فیصلہ اور عدالت کرنے والا اور محمد مصطفےٰ (ص) مدعی اور جبرئیل امین (ع) ان کا نگہبان ہے، اور بہت جلد جن لوگوں نے تمہیں فریب دیا ہے اور تجھے لوگوں پر سوار کیا ہے؛ یعنی معاویہ، سمجھ لیں گے کہ ظالم اور ستمکاروں کا صلہ بہت برا ہے اور یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ تم میں سے کس کا ٹھکانا بدترین اور کس کا لشکر ضعیف ترین لشکر ہے۔

اگرچہ زندگی کے ناخوشگوار حالات نے مجھے تجھ جیسوں کے ساتھ گفتگو کرنے پر مجبور کر دیا ہے، جبکہ میرے نزدیک تیری کوئی حیثیت اور ارزش نہیں اور تیری ملامت اور مذمت بہت زیادہ ہے۔ لیکن کیا کروں؛ آنکھیں پرنم ہیں اور دل جل رہا ہے کہ حزب اللہ کے نجیب اور باشرافت انسانوں کا حزب شیطان کہ جو آزادشدہ غلام تھے؛ کے ہاتھوں شہید ہوئے، اور ہمارا خون تمھارے پنجوں سے ٹپکنے لگے، اور ہمارے گوشت تمھارے منہ سے گرنے لگے، اور یہ

پاکیزہ اور مبارک اجساد تمھارے درندہ صفت بھیڑئیوں کا خوراک بنے، اور نادان بچوں کے ہاتھوں خاک آلود ہو گئے؟!! اگر آج ہمیں اپنے لئے غنیمت جانتے ہو تو بہت جلد دیکھ لو گے کہ کس قدر مایہ ننگ و عار اور باعث ضرر تھا۔ میں خدا کے سامنے یہ شکایت لے کر جاؤں گی اور اسی پر توکل کروں گی۔

جو بھی مکر و فریب دینا ہے تو دے اور جو بھی اقدام اٹھا سکتے ہو اور جو بھی تلاش اور کوشش کر سکتے ہو تو کر لے؛ خدا کی قسم نہ تم ہمارا نام مٹا سکو گے اور نہ ہماری وحی کے چراغ کو بجھا سکو گے، کبھی تمھاری یہ آرزو پوری نہیں ہوگی۔ اور ہم پر کئے جانے والے ظلم و ستم کے دبّے کو اپنے سے پاک نہیں کر سکو گے۔ تمھاری فکر پست اور تیری حکومت کے ایام بہت کم رہ گئے ہو، تمھاری یہ جمعیت جلد ہی پراکندہ ہو جائے گی۔ اس دن منادی ندا کریگا: اے لوگو! آگاہ رہو خدا کی لعنت ظالموں پر ہو 5۔

اس خدا کا شکر ادا کرتی ہوں کہ جس نے ہماری ابتدا سعادت اور مغفرت سے کی اور ہماری انتہا کو شہادت اور رحمت قرار دیا۔ خدا سے یہی میری دعا ہے کہ ان شہیدوں پر خدا کی رحمتیں کامل ہو اور ہمیں ان کے نیک پسماندگان میں شمار فرما۔ ہمارے لئے مہربان اور محبوب خدا کافی ہے جو نیک سرپرست اور وکیل ہے۔

یزید نے زینب کبریٰ (س) کے اس خطبے کے جواب میں یہ شعر پڑھنا شروع کیا:

یا صیحة تحمد من صوائح

ما اھون الموت علی النّوائح

یعنی یہ نوحہ کنان عورت کے لئے شائستہ ہے اور کس قدر موت ان دلسوختہ اور نوحہ گر عورتوں کے لئے آسان ہے؟ اس کے بعد یزید نے شامیوں سے اسرای آل محمد (ص) کے بارے میں مشورہ کیا، کی ان کے ساتھ کیا کیا جائے؟ تو انہوں نے ان کو قتل کرنے کا مشورہ دیا۔لیکن نعمان بن بشیر جو وہاں موجود تھا، کہنے لگا: رسول خدا (ص) نے جس طرح ان سے رفتار کیا ہے ویسے رفتار تم بھی ان کے ساتھ کیا کرو۔

----

1 ۔ اللھوف علی قتلی الطفوف، ص: 185۔

2۔روم ۱۰۔

3۔آلعمران ۱۷۸۔

4۔آل عمران/ 169۔

5۔ ہود/ 18۔

خطبہ کا نتیجہ

یہ خطبہ اتنا جامع تھا کہ دوست دشمن سب پر حقیقت کو واضح کر دیا۔اور مجلس جشن اور سرور، یزید کیلئے مجلس ننگ و عار اور غم میں بدل گیا۔

سب سے پہلے زینب کبریٰ (س) نے خدا کی حمد وثنا اور اپنے نانا محمد مصطفی (ص)

پر سلام و درود پڑھ کر اپنا حسب و نسب بیان کیا کہ میں کون ہوں۔

سورہ روم کی آیت ۱۰ کی تلاوت کر کے یزید کے کافر ہونے اور آیات الٰہی کے منکر ہونے کو ثابت کیا۔ اور اس شعر کی طرف اشارہ فرمایا جس میں یزید ارسال رسل وانزال کتب کا منکر ہو گیا تھا۔

بعض نادان لوگ یہ گمان کر رہے تھے کہ جنگ میں فتح حاصل ہونا حقانیت اور قرب الٰہی کی دلیل ہے، آپ نے اس خام خیال کو رد کرتے ہوئے یزید سے مخاطب ہوا: اے یزید! کیا تمھارا گمان ہے کہ تو۔۔۔

امن العدل یابن الطلقاء؟

کہہ کر یزید کا حسب و نسب اور اس کی خاندانی حیثیت بیان فرمایا کہ تو ہمارے اجداد کے فتح مکہ کے موقع پر آزاد کردہ لوگوں کی اولاد ہو۔

ابن من لفظ فوہ اکباد الشھداء

کہہ کر یزید کی بدکار ماں ہند کی حیثیت کو واضح کیا۔

نصب الحرب لسید الانبیاء

کہہ کر ابوسفیان کی رسول اللہ (ص) کے ساتھ سخت دشمنی کو واضح کیا۔

الا انہا نتیجۃ خلال الکفر

کہہ کر یزید کی آخرت کے دن ندامت اور پشیمانی کو بیان فرمایا۔

سورہ آلعمران کی آیت نمبر ۱۶۹، ۱۷۰ سے استدلال کیا کہ شہدائے کربلا زندہ اور خدا کے ہاں رزق پا رہے ہیں۔

وسیعلم من بوّاك و مكّنك كهه

کر گذشتہ خلفاء کی خلافت کے غاصب ہونے کو ثابت کیا، کہ جس کا نتیجہ ہی تھا کہ یزید جیسے فاسق وفاجر رسول اللہ (ص) کے مسند خلافت پر بیٹھنے لگا۔

فاتح شام کی واپسی

حضرت زینب اور امام سجاد کی تقریروں نے شام کے اوضاع واحوال کو برعلیہ یزید متحول کیا ۔جس کے بعد یزید نے اپنا روش تبدیل کر کے اپنی بے گناہی ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ۔یزید کو معلوم ہوا کہ اب اہلبیت (ع) کو مزید شام میں ٹھہرانا اس کی مفاد میں نہیں، لہذا اس نے اہلبیت اطہار (ع) کو مدینہ واپس بھیجنے کا انتظام کیا۔

فارسی شاعر نے اس فاتحانہ واپسی کو یوں اپنے اشعار میں بیان کیا ہے:

زینب آمد شام را یکبار ویران کردو رفت

اهل عالم را زکار خویش، ویران کردورفت

از زمین کربلا تا کوفه و شام بلا

هر کجا بنهاد پا فتح نمایان کردو رفت

بالسان مرتضی از ماجرای نینوا

خطبه جان سوز اندر کوفه عنوان کردو رفت

فاش می گویم که آن بانوی عظمای دلیر

از بیان خویش دشمن را هراسان کرد و فرت
خطبه غرّا فرمود در کاخ یزید
کاخ استبداد را از ریشه ویران کرد و رفت
شام غرق عیش و عشرت بود، در وقت ورود
وقت رفتن شام را شام غریبان کرد و فت-1-

اس شعر کا مفہوم یہ ہے: کہ زینب کبری (س) نے شام اور شام والوں (یزیدیوں) کو تباہ کر کے نکلیں ۔ زمین کربلا سے لے کر کوفہ اور شام تک جہاں جہاں آپ نے قدم رکھا؛ فتح کر کے نکلیں ۔علی (ع) کے لب و لہجے اور دردناک فریاد میں کربلا کا المناک واقعہ کوفہ والوں کے سامنے تفصیل سے بیان فرما کر چلیں ۔صاف الفاظ میں کہہ دوں کہ اس دلیر اور عظیم خاتون نے اپنے بیان اور خطاب کے ذریعے اپنے دشمن کو بوکھلا کر رکھ دیں ۔شعلہ بیان خطبے کے ذریعے یزید اور ان جیسے ظالموں کے ایوانوں کی بنیادیں قلع قمع کر کے نکلیں ۔ جب آپ کو اسیر بنا کر شام لائی گئی تو اس وقت شام والے شراب نوشی میں مصروف اور جشن منا رہے تھے ؛لیکن جب آپ شام سے نکلنے لگیں تو اس وقت شام کو،شام غریبان میں بدل کر نکلیں ۔
بحار الانوار میں بیان ہوا ہے کہ جب ہندہ یزید کی بیوی نے اپنا خواب اسے سنایا تو وہ بہت زیادہ مغموم ہوا۔اور صبح کو اہل بیت اطہار (ع) کو دربار میں بلایا اور کہا: میں پشیمان ہوں ۔ ابھی آپ لوگوں کو اختیار ہے کہ اگر شام میں رہنا چاہیں تو رہائش کا بندوبست کروں گا اور اگر مدینہ جانا چاہیں تو سفر کے لئے زادراہ اور سواری کا انتظام کروں گا۔

اس وقت زینب کبریٰ (س) نے یزید سے مطالبہ کیا کہ ان کو اپنے شہیدوں پر رونے کا موقع نہیں ملا ہے، ان پر رونے کیلئے کسی مکان کا بندوبست کیا جائے، اس طرح تین دن شام میں مجلس عزا برپا ہوئی اور اہل شام کے تمام خواتین اس مجلس میں شریک ہوگئیں، یہاں تک کہ ابوسفیان کے خاندان میں سے ایک عورت بھی باقی نہیں تھی جو امام حسین (ع) پر رونے اور اہلبیت (ع) کی استقبال کیلئے نہ آئی ہو۔-2-

جب فاتح شام کی روانگی کا وقت آیا تو زرین محمل کا انتظام کیا گیا تو شریکۃ الحسین (س) نے بشیر بن نعمان سے کہا : اجعلوھا سوداء حتی یعلم الناس انا فی مصیبۃ و عزاء لقتل اولاد الزہرا (س) ۔ ان محملوں کو سیاہ پوش بنائیں تا کہ لوگوں کو پتہ چلے کہ ہم اولاد زہرا (س) کے سوگ اور مصیبت میں ہیں۔

جب اہلبیت (ع) عراق پہنچے اور زمین کربلا میں وارد ہوئے تو دیکھا کہ جابر بن عبداللہ انصاری (رہ) اور بنی ہاشم کے کچھ افراد سید الشہدا (ع) کے قبر مبارک پر زیارت کرتے ہوئے رو رہے ہیں۔لہوف کے مطابق ۲۰ صفر کو شہدا کے سروں کو ان کے مبارک جسموں سے ملائے گئے۔-3-

زینب کبریٰ (س) اپنے بھائی کی قبر سے لپٹ کر فریاد کرنے لگی: ہای میرا بھیا ہای میرا بھیا! اے میری ماں کا نور نظر! میری آنکھوں کا نور! میں کس زبان سے وہ مصائب اور آلام تجھے بیان کروں جو کوفہ اور شام میں ہم پر گذری ؟ اور پست فطرت قوم نے کس قدر آزار پہنچائی ؟ ناسزا باتیں سنائی ؟

1۔سیرہ واندیشہ حضرت زینب،ص ۳۱۳۔

2۔تاریخ طبری، ج ۳،ص ۳۳۹۔

3۔ناسخ التواریخ حضرت زینب کبریٰ۔

بھائی کی قبر سے وداع

نوحہ سرائی کے بعد اپنے بھائی کی قبر سے وداع کرتے ہوئے جب بہت مضطرب ہوگئیں تو جناب زین العابدین (ع) نے فرمایا: انت عارفۃ کاملۃ و الصراخ من عادۃ الجاھلین اصبری واستقری؛ پھوپھی جان! آپ تو عارفہ کاملہ ہیں آہ وزاری کرنا دور جاہلیت کی عادات میں سے ہے، آپ صبر سے کام لیں۔اس وقت زینب کبری (س) نے فرمایا: یاعلی و یا قرۃ عینی! دعنی اقیم عنداخی حتی جاءیوم وعدی لانی کیف الق اہل المدینۃ واری الدورالخالیۃ؟!-1- اے علی! اے میرے نور نظر! مجھے یہیں رہنے دیجئے میرے بھائی کے پاس، یہاں تک کہ موت آجائے۔کس طرح میں مدینہ کو جاؤں اور اہل مدینہ سے ملاقات کروں اور کس طرح خالی مکانوں کا نظارہ کروں؟! پھر فریاد کرنے لگیں: وااخاہ! واحسیناہ!

امام (ع) نے فرمایا: اے پھوپھی جان! آپ سچ فرمارہی ہیں، کہ بغیر بابا کے، بھائی اور چچا عباس کے اور بھائی قاسم کے گھروں کا دیکھنا سخت ہے، لیکن رضای الہی اور ہمارے نانا رسول خدا (ص) کا حکم بھی تو ہمیں بجالانا ہے۔

آج اگر کوئی اسلام بچا ہے تو حسین کی قربانی اور زینب کی لٹی ہوئی چادر اور سید سجاد کی اسیری کی مرہون منت ہے۔ ورنہ تو یزید، رسول خدا (ص) کا خلیفہ بن کر دین اور آئین رسول خد(ص) کا انکار کر چکا تھا۔لیکن اہل بیت (ع) کی قربانی نے دین اسلام کی تا قیامت حفاظت کا انتظام کیا۔

دنیا سے تو نے آخر یہ رسم ہی مٹا دی
اب مانگتا نہیں ہے بیعت کوئی کسی سے
بی بی تیرا کرم ہے ہر ماں پہ ہر بہن پر
اب چھینتا نہیں ہے چادر کوئی کسی سے-2-

تمت بالخیر

1۔نائبۃ الزہرا،ص ۲۰۶۔
2۔پیام اعظمی؛ والقلم۔

کتاب نامہ

1. قرآن کریم
2. ترجمہ: شیخ محسن علی نجفی اور علامہ ذیشان حیدر جوادی (رہ)۔
3. شیخ مفید، ال ارشاد، انتشارات کنگرہ جہانی شیخ مفید قم، 1413 ہجری قمری۔
4. عباس اسماعیلی؛ یزدی؛ سحاب رحمت، انتشارات مسجد مقدس جمکران، چ ا، قم، ۱۳۷۷ ش۔
5. حکومت اسلامی؛ ویژہ اندیشہ فقہ سیاسی اسلام، سال ۷، ش چھارم، ۸۱۔
6. محمد مھدی، حائری؛ معالی السبطین، فی احوال الحسن والحسین، مکتبۃ القرشی، تبریز۔
7. ابن بطریق یحیی بن حسن حلی؛ العمدۃ، انتشارات جامعہ مدرسین قم، 1407 ہجری
8. علی عباس خان، سپہر؛ ناسخ التواریخ حضرت زینب کبریٰ، کتاب فروشی اسلامیہ، تہران، ۱۳۹۸ ش۔
9. سید ابن طاوس 664ق؛ اللھوف علی قتلی الطفوف ناشر: صلاہ، ۱۳۸۶۔
10. محمد بن جریر طبری؛ تاریخ طبری، مطبعۃ الحسینیہ المصریہ۔

11. سید ہاشم رسولی محلاتی؛ارشاد-ترجمہ ،ناشر:اسلامیہ،معاصر۔
12. عابد عسکری؛روایات عزا،المعراج کمپنی،لاہور پاکستان،مارچ ۲۰۰۴م۔
13. مرحوم فیض الاسلام؛خاتون دوسرا
14. عباس جیانی دشتی؛نابغۃ الزہرا،مؤسسہ انتشاراتی موعود اسلام،چ ا،قم، ۱۳۸۴۔
15. پیام اعظمی؛والقلم،امامیہ دارالاشاعت انباری،اعظم گڑھ ہندوستان،۲۰۰۵م۔
16. علامہ مجلسی،بحار الأنوار،110 جلد،مؤسسۃ الوفاء بیروت-لبنان،1404ھ
17. محمد محمدی اشتہاردی ؛غم نامہ کربلا،تعداد جلد ا،نشر مطہر،تہران،1377 ش
18. سید مصطفی موسوی خرم آبادی؛ سیرہ و اندیشہ حضرت زینب ،انتشارات دانشگاہ قم
،۱۳۸۶۔
19. مھدی پیشوائی،شام سرزمین خاطرہ ہا،دفتر آموزش وتبلیغات،تہران،۱۳۶۹۔
20. محمد باقر کمرہ ای1374 ش؛امالی شیخ صدوق-ترجمہ کمرہ ای تاری اسلامیہ،
21. ابی مخنف ؛مقتل الحسین،دارالکتاب،قم،۱۴۰۸۔
22. محسن نقوی؛موج ادراک،،ماورا پبلیشرز،بہاول پور روڈ،لاہور۔
23. زبیح اللہ محلاتی؛ریاحین الشریعہ،دارالکتب الاسلامیہ،تہران ۱۳۶۹۔
24. اندیشہ سیاسی عاشورا،ش ۴،سال ۱۳۸۱۔
25. ابومنصور احمد بن علی،طبرسی؛الاحتجاج،ترجمہ جعفری،مکتبۃ الحیدریہ،قم، ۱۴۲۴۔
26. محدث اربلی693ق؛ کشف الغمۃ فی معرفۃ الأئمۃ ،تاریخ وفضائل معصومین

،ناشر بنی ہاشمی۔

27. فرسان الھیجاء،

28. سید نورالدین الجزائری؛ خصائص زینبیہ، کتابفروشی حضرت مہدی، ۱۴۰۴ھ

ISLAMICMOBILITY.COM

IN THE AGE OF INFORMATION
IGNORANCE IS A CHOICE

"Wisdom is the lost property of the Believer,

let him claim it wherever he finds it"

Imam Ali (as)